

۱۱۳۹









# دیوانِ عاقل

Jiwan Bahadur Saksena Collection.

^ 9 1 3 2 7 1 5

5 11 6

1 2 3 4

۳۳۲۵۱

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U33251



CHECKED-2008

بسم الرحمن الرحیم

جو کہ باعثِ خود سے اپنے نام کا  
 ہو سو یہ ایک تکستہ نام کا  
 کچھ نہ سمجھا رازِ صبح و شام کا  
 کام ہی عشقِ مجازی خام کا  
 پھر بھلا کیا پوچھنا ہی عام کا  
 ہی خطا کست بُرا - ایام کا  
 حال کچھ کھاتا نہیں انجام کا

آج کوئی نام لیجے کام کا  
 صفحہ بدل پر لکھوں نام خا  
 عمر گزری سوچ میں مجھ کو مگر  
 فی الحقیقت پختہ ہیں عشاقِ حق  
 ہوں محفوظ قمر سے جب اُس کے خاں  
 امرونی حق سے ہی کارِ جہاں  
 حال جب گزرتے تو ماضی ہوئے حال

تعلقہ

اوجِ نقایہ شاہِ روم و غلام کا  
 مرتبہ تھا خسر و وہبِ رام کا  
 ایک شمع اُس کے دیوانہ نام کا  
 اس زباں کو حوصلہ اُس نام کا

کیوں عجب ہو جاہ شاہِ روس پر  
 اک زمانے میں تو ان سے بھی زیاد  
 غور سے دیکھو تو سب اوج و مرج  
 حسد لکھی لیکن اب ہوں منفصل

یہ دعا قفل کی یارب ہو مستبول

مرتے مرتے دم بھروں اسلام کا

<p>شوق میں ساتھ تڑپتا تن بسل آیا ہے          مردِ عمر کا اب ہا ہے یہ حاصل آیا ہے          ہاتھ سے جاے اگر دل تو کیوں دل آیا ہے          شکر ہی دیکھ کر اس شوخ کو قائل آیا ہے          کہ مجھے دیکھ کے وہ کہتے ہیں سائل آیا ہے          آج بازار میں ہی شور کہ محفل آیا ہے</p>	<p>گھر کو قتل سے پس فوج جو قاتل آیا ہے          بے مردن مرے وہ حور شامل آیا          عقل عشاق کو اللہ نے دی ہے کیسی          بحث نفی نا صحیح بیہودہ سر کو مجھ سے          میری صورت پہ لکھی ہے میری خواہش یا رب          چاہیے قیس کے بھی حال کو جا کر دکھیں</p>
	<p>میری الفت نے یہ تاثیر تو کی ہو بارے          دیکھ کر مجھ کو وہ کہتے ہیں کہ عاقل آیا</p>
<p>یہ سمجھا ہی کیا وصل آساں تمھارا          کہا میں فسانہ سنوں ہاں تمھارا          رقیبوں سے واں دل ہو شاداں تمھارا          جو کر دے کوئی مجھ کو درباں تمھارا          تو ہو گا بہت مجھ پہ احساں تمھارا          وہ ہنس کر کہ اللہ نگہاں تمھارا</p>	<p>ہوا ہوا ہوس بھی ہو خواہاں تمھارا          کہ میں نے مجنوں کا قصہ سنو گے          یہاں رات دن غم میں رہتے رہیں ہم          ہوا بھی نہ آنے دوں دشمن تو کیا ہی          اگر زہر دیجے اگر قتل کیجے          چلے ہم خف ہو کے اُس سے تو بولا</p>
	<p>ہم نے ہیں کس کے لیے اشک عاقل ہے          بھرا موتیوں سے ہو داماں تمھارا</p>
<p>غرض جو کہ ہونا نہ تھا ہو گیا</p>	<p>تپو چھو کہ الفت میں کیا ہو گیا</p>

<p>وہ غمزہ سراسر قضا ہو گیا  غصہ عشق بھی بدمزا ہو گیا  ہمارا عجب اجسرا ہو گیا  کہ جسم وفا ہو گیا ہو گیا  عدو کو بھی یہ حوصلہ ہو گیا  کہ لب کے ہلاتے ہی کیا ہو گیا  تورستہ میں کیوں نامہ وا ہو گیا  یہ غصہ ہی عدو کا کس ہو گیا  وہی ہو کہ اب دل رہا ہو گیا  کہ دلدار صبر آزما ہو گیا  کہا فرض تھا جو قضا ہو گیا  کہ مشہور تو مرلستا ہو گیا</p>	<p>وہ عشوہ ترا سے سوا ہو گیا  ملا جب سے اندوہ رشک عدو  فسانے سنے ہیں بہت سے دے  مرے قتل سے درگزر کیجیے  سراٹھگی پر مری یوں سنسے  ابھی آہ کھینچوں تو دیکھے فلک  نہ تھا پنج کچھ اس میں قاصد اگر  مجھے قتل کا رنج ہرگز نہیں  وہی ہو کہ غمزہ سے تھلے خبر  مجھے رنج کیا غصہ کو دو نوہ  کہا میں نے آئے نہ تم رات کو  فینرت بچ میری رسوائیاں</p>
<p>حماقت یہ عاقل سے بیشک ہوئی  کہ تم سے پیوں مستلا ہو گیا</p>	
<p>شوخی تو دیکھ آپ بھی کہتے ہیں ہاں نہ تھا  دل ہی کو لے کے بیٹھ رہیں یہ لگاں نہ تھا  یہ کیوں کہوں کہ آپ ہی آئے آماں نہ تھا  افسانہ خوب تھا مگر آنا ہیساں نہ تھا  میری طرح سے صبر تو کچھ ناتواں نہ تھا</p>	<p>میں نے کہا کہ ظلم کا تم سے کہاں نہ تھا  کیا جانتے نہیں ہیں کہ باقی ہو جاں ہونہ  مجھ پر تو ظلم کرنے میں دونوں شریک تھے  سن کر تمام حال شب بھریوں کہا  بتا کر زبان نہ تھا رسے ستم سے کیوں؟</p>



<p>ہیں وہاں پہنچ گیا کوئی دشمن جہاں نہ تھا  پر کیا کروں کہ در پہ ترے پاسیاں نہ تھا  گویا کہ نام کو بھی ہمارا نشاں نہ تھا  گو نگا نہ تھا۔ مریض نہ تھا نہ تو اس نہ تھا  کچھ بھی نظر میں مرتبہ قدسیاں نہ تھا  اب تک تو ان کے نظر امتحاں نہ تھا  سنا لوں کہ شب کو غیر تریساں نہ تھا  کیا رنجِ نعل پر جو کوئی نوحہ خواں نہ تھا  نالہ جو کوئے بار میں آتش فشاں نہ تھا  ہیراں ہیں چرخِ تفرہ اندازِ واں نہ تھا</p>	<p>میتوں ہوں میں کہ قتل کیا آپ نے مجھے  یہنا تھا لاغسری کا مجھے اپنی امتحان  یوں چرخِ کینہ جو نے ملایا ہی خاک میں  میرا مرضِ طیبیبِ بیاں کیوں نہ کر سکا  جب تک کہ اُس کے در پہ ٹھکانہ رہا مرا  اے صبر ہوشیار ہواے ہوش بس سنبھل  شوخی کر شمعِ نازِ اداسب سہوں مگر  فریاد میرے بعد مری باتوں رہے  پیچا میرے پاؤں میں کیوں آیلے پڑے  کس سر زین پہ جمع ہوئے غینہ اور قم</p>
<p>اشارہ بختی عاقل خانہ خراب کو ہے  مسکن نہ تھا۔ مکان نہ تھا۔ خانہاں نہ تھا</p>	
<p>مرگ ہو نام میرے دھمکا  آزانا ہو پھر معتد کا  کیوں نہ ہو رشکِ ناپہ آدر کا  ظلم ہو اور چرخِ اخضر کا  واقعیہ سنا ہو اکثر کا  ہم صلا کریں گے بستر کا  لاف زن ہونہ اپنے چکر کا  سنگ ہوتا جو میں ترے در کا</p>	<p>خضر تھا راہبِ سکر کا ہے  عزم ہو آج کوئے دلبر کا ہے  اُس کا خط دستِ غیر میں دیکھوں  لذت جو رہا ہو کچھ اور  میرا حال جسمِ سن کے کہا  وصلِ جاناں ہوا ہو اس پے نصیب  اے نلک دیکھ اُس کی گردنِ چشم  دل میں رہتا نہ شوقِ پامالی ہے</p>

انم بھی دیکھو تو اب نہ دیکھ سکو جب کہ گریہ سے ہو چکا بہ باد	حال پہنچا یہ جسم لاغر کا : پوچھتے ہیں پتہ مرے گھر کا :
سرزنی جب میں عبث عاقل : کوئی چارہ نہیں مقرر کا	
کیا کیوں حال دیٹ تر کا : نہیں خواہاں میں تان دانش کا لکھ کے خط غیر کو مٹا وسیع اُس کے کوچہ میں خلق کا، ہجوم خدا کا ذکر جو کیا واعظ دہنوں کیوں پیاسہ برکیات آئیں وہ کیا کہ اُن کے لب بھی اُس کی رفتار نے کمال دیا آنکھ ساقی کی آنکھ سے نہ ملے خون دل پی رہا ہوں اور اُس پر فکاک پر پلٹل مکتب، دی : آج سٹاک نے اتار لیا فائدہ کیا، ہو کون سنتا ہو	ایک روتا، غم کے دستِ بکا پاساں ہوں مگر ترے در کا کچھ نوشتہ نہیں معتد رکھا کام کیا نکلے مجھ سے لائے کا یہی نقشہ، ہر بار کے گھر کا بتبع ہوں میں اک پیمر کا لفظ آتا نہیں مقرر کا خوف رہتا تھا دل میں محشر کا نطفہ کیا آئے دور ساغر کا میں پیاسا ہوں آبِ خنجر کا کون ثانی، ہو اُس ستمگر کا بوجھ تھا جسم پر مرے سر کا ماجر ا عاشقان بے زر کا
ویکی اس قدر خوشی عاقل : کیا کرو وصل ہو جو شب بھر کا	

بزم میں شب کو وہ یوں جو رو جھانکنا تھا  
نامہ بردار سست بیاں کر کہ وہ کیا کرتا تھا  
ہر ہنر و درو زباں نام خراب کرتا تھا  
کہیں خود اس سے مطالب کو ادا کرتا تھا  
تو تو یوں بھی قلق و غم میں رہا کرتا تھا  
اسے فلک میں بھی کبھی جو رو جھانکنا تھا  
جو رکاز ذکر بھی ہیں پہلے سنا کرتا تھا  
نفس پر مضحکہ اہل عسرا کرتا تھا۔  
جس کا دامن مری آنکھوں پہ رہا کرتا تھا  
آج پھر مجھ سے وہ پیمان وفا کرتا تھا  
مجھ سے خلوت میں جو کل شرم و حیا کرتا تھا  
یاد کرنا کہ کوئی جو رسا کرتا تھا  
وصل کی رات میں جو لطف اٹھاتا تھا  
دہی سر جو تڑے زانو پہ رہا کرتا تھا

مجھ پہ ہنستا تھا رقیبوں کا کسا کرتا تھا  
نہ ذکرہ غیر کا یا ذکر مرا کرتا تھا  
کیوں نہ دعویٰ ہو کہ کل دیکھ کے اُس بت کا حال  
اب تو محروم ہوں نامے سے بھی یا وہ دن تھے  
شکوہ اندوہ شب تحیر کا سن کر بولے  
وہ ستم کش ہوں کہ مر جاؤں تو حسرت کی کو  
اب تو ہوں محو خیال مریخ جانناں و اعظ  
روئے کیا اسے مری قبر پہ وہ شوخ کہ جو  
میرے رونے و ہنستا ہی خدا کی قدرت  
پھر ہی منظور شب وعدہ قیامت مجھ پر  
ہائے وہ محل اغیار میں بیباک ہی آج  
کیجیگا جو مرے بعد کسی پر بیباک ہو  
دردِ بن کے وہ اٹھتا ہی مرے سینہ میں  
آشنا ہی درو دیوار سے ظالم افسوس

ہی قرار میں گئی جان ہی آخر عاقل  
مضطرب ایسے نہ ہو میں نہ کہا کرتا تھا

اس طریت اُس کو مخاطب میں نے اب یوں پھر کیا  
یہ دل وارستہ میرا کس نے مفتوں پھر کیا  
اسے نہ بھلا جھ کو عطا کیا کہ اس بخت واثوں پھر کیا

پھیڑ کر کچھ حال و حشرت ذکر مجوں پھر کیا  
کام تیری چشم قنات کا نہ نہیں ظالم اگر  
ہیں بد آموزہ سنگر غیر میں ہنر نہ تھا ہوں

<p>خندہ بیچائے گل نے مجھ کو محروں پھر کیا  آپ ہیں عاشق ہوا تو نے مفنوں پھر کیا  ہاں کیا اب عشق میں نے اس سے گردوں پھر کیا  ہائے اس دل نے خیال چشم میگوں پھر کیا  دیدہ دریا فتاں نے گھر کو جھجوں پھر کیا  زندہ نام عشق میں نے مثل مجنوں پھر کیا  رات جو نالوں نے میرے غم گردوں پھر کیا</p>	<p>پھر گیا ترغیب سے احباب کے لگاؤ کو  گردش تقدیر میری کیا ہو اس کا بوچھٹا  مست چشم یار ہوں گردش سے تیری کیا ڈول  دیکھیے خود رفتگی سے کیا بتی اب جان پر  یا الٹی ہٹ گئی چہرہ سے پھر کیا آستین  رہ نور و ادی وحشت ہو اہوں عشق میں  بزم دشمن میں رکھا کس نے قدم پھر اسے خدا</p>
<p>پھوڑ کر ہرگز نہ کرتا عشق پھر عاقل مگر ۛ  اے ستم گر کچھ نہ کچھ تو نے ہی افسوں پھر کیا</p>	
<p>جل دیکھ اہل سیکہ میں لطف حال کا  وہ جانتا ہو محو ہوں جس کے خیال کا  بیٹھے جو قصہ کہنے کوئی اپنے حال کا  فرقت میں لمحہ گزرتا ہو سال کا  گرا خیال بھی ہو مجھے اندمال کا  امبار واریں نہیں اچھے مال کا  اشکاب عدو نے رنگ بڑھایا مال کا  اب کیونکہ مان لے کوئی ثرود وصال کا  وہ کیونکہ دے جواب کسی کے سوال کا  محتاج حسن یا نہیں ہو خیال کا</p>	<p>پابند کیا ہو شیخ حرام و حلال کا  کیا میری بیخودی کو زمانہ سمجھ سکے  فکر تم سے اُن کو کہاں فرصت اس قدر  کب سے ہوں انتظار میں کیونکر تاسکوں  سوار زخم دل کا کروں چارہ گر علاج  آغاز عشق ہی میں کچھ ایسی ہوئی ہو باس  ظالم کسی جفا سے نہ ہم دل پہیل لائے  سوار اُس کے وعدہ ہوئے یونہیں نام پر  نہیں حسن سے جو نہ دیکھے اٹھا کے آنکھ  ہو کچھ نہ کچھ کہیں نہ کہیں جلوہ ظہور</p>

عاقل مسافر نہ رہیں کیا وطن میں ہمسہ  
اب لے چسٹا ہی کچھینچ کے ڈر ہرنگالی کا

## رویت الیہ

ہی ہی تجھ سے التجا یا رب  
کون ہی ایسا دوست ہے یا رب  
جز ترے کون تو خبرا یا رب  
اس زباں سے مری ادا یا رب  
جب کہ با صدق دل کیا یا رب

عفو کر کل جرمی خطا یا رب  
وحدہ لا شریک ہی تو ہی  
چھوڑ کر تیرے در کو جاؤں کساں  
شکر نعمت کا تیری کیونکر ہو  
کیوں نہ ہو رشک مشک و عنبر موند

قطع

جس گنہ کچھ نہیں کیا یا رب  
کس کا ہی مجھ کو آسند یا رب  
ہاں تو افضل ای بڑا یا رب  
رحمت خاص کر عطا یا رب

روسیا ہی میں گزری ساری عمر  
کون ہی جس سے ہیں کہوں احوال  
ہاں عنایت سے تیری ہو امید  
بخش دے تو کر مے اپنے مجھے

بعد عشق تو بادِ حُبِ نبیؐ  
سن لے عاقل کی یہ دعا یا رب

مجھ کو رہتا ہی یہ الم صاحب  
آپ کرتے ہیں کیوں تم صاحب

نہیں آتے تم ایک دم صاحب  
جرم کیا ہی مجھ و فاکے مرا

<p>پہم ہوتی اپنی چشمِ غم صاحب  مٹ گیا کس لیے ارم صاحب  میری کھاتے ہو کیوں قسم صاحب  ہو یہ اشک کا کرم صاحب  جیتے ہی ہم گئے عدم صاحب  نہیں اٹھنا مرا قدم صاحب  غش تو آتا ہو دم صاحب  اپنے سایہ سے بھی ارم صاحب</p>	<p>اٹھنے والا ہو پھر کوئی طوستان  ریشک اس کو چہ کا ہوا ہو گا  ہیں ہوں جھوٹی قسم کے واسطے کیا  تم سبید میرے گھر آوے  کر دیا عشق نے فنا ہم کو  آؤں گا اُس گلی میں گر پڑ کے  کیا ہو آپ اگر نہیں آتے  کیونکہ اُس شوخ سے طوں کہ جسے</p>
<p>عیشِ ہی غیر کے لیے عاقل  اپنی تقدیر میں ہو غم صاحب</p>	
<p>جاتی ہو جان اس میں تو جائے بلا سے اب  پھر خلق تنگ ہو مرے شور و بکا سے اب  پھر کچھ پیام کتنا ہوں پیاک صبا سے اب  لو ہم بھی آگے ہیں تمہاری دبا سے اب  دو دو قدم پگڑتا ہوں ارٹ کر ہوا سے اب  آیا ہوں تیرے در پہ میں کس التجا سے اب  کیا سود چارہ گر مجھے تیری دوا سے اب  نیٹھے ہیں کس لیے وہ الہی خفا سے اب  گزری جو مجھ پر گزری تمہاری بلا سے اب</p>	<p>کرتی ہو دل لگی مجھے زلفِ دو تار سے اب  بھمکا م آپڑا ہو اُسی بے وفا سے اب  پھر جستجو سے نامہ رسا میں ہوں مضطرب  وہ طنز ہی سے آگے کہیں ایک دن خدا  یہ ناتواں کیا ہو ترسے بھر سنے کہ میں  ظالم چاکو چھوڑ پڑا رہنے دے مجھے  تیرے قراق تو بس کام کر چکا ہے  میں نے تو کچھ کہا نہیں غیر از بیانِ محسوس  کیا پوچھتے ہو حالِ شبِ تارِ محسوس کو</p>

دیکھا ہزار بار کہ اُکٹا ہوا اثرہ یہ دوستی سے آپ کی حاصل ہوا کہ میں دیر پر وہ چور کرتے ہو ظاہر میں تازہ آخر تو ایک دن کسی جیلے سے موت تھی عاشق ہو کر عدو تو اُسی پر ستم کرو	بس ہاتھ اٹھائے بیٹھے ہیں ہم تو دے اب بیگانہ ہو گیا ہوں ہر اک آشنا سے اب ورنہ غرض وصال سے شرم دیا ہے اب مجاؤں میں تو خوب ہی تیری جفا سے اب ہم تنگ آ گئے ہیں تمہاری جفا سے اب
عاقل وصال کی بھی اُسی میں ادا ہو کاش وہ جان لینے بیٹھے ہیں کس کس ادا سے اب	
ردیف الباقی فارسی	
مجھ سے ہو کر وہ چلے جب کہ خدا آپ سے آپ دلف سے اُس کی لپٹ کر نہیں آئی ہو تو کیا دیکھتے ہی اُسے حیران ہوا میری طرح میں نے مانا کہ نہیں کہ آہ میں میری تاثیر پوچھنا ہی کوئی احوال ہو میرا مجھ سے یہ شرارت کسی مخوی ہی کی ہو گی ورنہ وہ مری نیش پہ ہم راہ عدو کو لائے میں نے پوچھا کہ نہیں تجھ کو تو الفت میری میں ہوا خواہ وہی اور وہی غیب ولے کیا ہی حیرت زدہ ہوں عابد و زاہد عاقل	میں نے پوچھی جو خط اُس نے کہا آپ سے آپ ہو گئی مشک نشاں باد صبا آپ سے آپ ما صبا خوب ملی تجھ کو سزا آپ سے آپ جل گیا غیر کا گھر کیونکہ بھلا آپ سے آپ ہر طرف مالے کی آتی ہو صبا آپ سے آپ کیوں ہوئے جاتے ہو تم مجھ سے جدا آپ سے آپ حشر سے پہلے سے ہی حشر بپا آپ سے آپ مجھ کو کیوں تیری محبت ہی کہا آپ سے آپ یار کی بگڑی ہو کچھ اب تو ہوا آپ سے آپ عاصیوں پر جو کرے رحم خدا آپ سے آپ

## رویت التاؤ قمانہ

واں اُن کو بزمِ غیر میں عشرتِ تمام رات  
جینا نہ پھوڑے گی مجھے فرقتِ تمام رات  
عشاق جانتے ہیں رقیبوں کو کیا خبر  
رہتا ہوں خواب میں بھی بیباں نور دین  
مثل چراغِ صبح رہے ہم بجھ گئے  
پھر صبح کو ہر دل میں ترے کوچے کی کشش  
سوارِ مر کے زندہ ہوئے انتظار میں  
بجھ سے گامِ فراق کا میں کیونکہ کرسکوں  
سنتا ہوں بس کہ غیر کا افسانہ روز و شب  
وہ آئے بھی تو لطف نہ آیا وصال کا  
وہ ساتھ غیر کے بہ خیر اماں تمام دن  
وہ اور بزمِ عیش و شرب و سرور ہو

یاں اپنی جان پر ہو معیشتِ تمام رات  
یا بگڑا ہو یہ سلامتِ تمام رات  
ہو تی ہو جو فراق میں حالتِ تمام رات  
از بس کہ رہتی ہو مجھے وحشتِ تمام رات  
تھی صبح کے وصال میں دہشتِ تمام رات  
گو میں نے اس کو کی ہو ملامتِ تمام رات  
کیا کیا خدا کی دیکھی ہو تیرا رستِ تمام رات  
رہتی ہو سانسِ تری صورتِ تمام رات  
بہرتِ تمام دن مجھے حسرتِ تمام رات  
کرتے رہے عذو کی شکایتِ تمام رات  
رہتی ہو مجھ پر ایک قیامتِ تمام رات  
میں اور خونِ دل کا ہو شربتِ تمام رات

عاقلاً خدا بھی چاہے تو اب چند روزیں  
کاٹا کریں گے آپ بعشرتِ تمام رات



## رویت الثامن عشر

<p>کیا ہے شربِ شراب کا باعث          کچھ گنہ گنہ سے ہے ہو ا ورنہ          شب کو وہ جاگتے ہیں غیر کے ساتھ          گر نہیں تم کو وصل ہے منظور          بھریں بڑھتی ہے غومت پوچھ          اُس کو تشبیہ اشک سے ہے مگر          میں نے مانا کہ تم ہو پر وہ نشیں          اُس کے عارض کا عکس بڑھتا ہے          میں اور اُس بُت کا عشق ہے تو یہ</p>	<p>ہو گر یہ شباب کا باعث          کیا ہے اُن کے غتاب کا باعث          یہی دن کے ہو خواب کا باعث          پھر سوال و جواب کا باعث          وصل میں اضطراب کا باعث          ورنہ گوہر ہیں آب کا باعث          مگر بے حجاب کا باعث          ہی یہی مہ کی تاب کا باعث          دلِ خانہ خراب کا باعث</p>
---	--

تم کو قاتل سے گر نہیں نفرت  
 پھر ہو کیا اجتناب کا باعث

## رویت الحکیم

<p>اُس بُت کا ہوا دھر گزر آج          دیں آنکھیں اُس کی غیر سرمہ          دعدہ بھی کیا تو اس میں یہ شرط</p>	<p>گو یا مجھ مل گئے غضب آج          کیونکر نہ کروں میں چشم تر آج          سو جائے رقیب شب کو گر آج</p>
---	--

<p>کیا بات ہو ایسی نامہ بر آج          کرتا ہو سمنہ وہ سیمبر آج          پر دیکھ لوں اُس کو ایک نظر آج          نالوں کا ہوا نہ کیوں اثر آج          شاید گئے خیر کے وہ گھر آج          ہونے کی نہیں مگر حسرت آج          کہتے ہی رہے ہو عمر بھر آج</p>	<p>خاموش ہو جو دے کے خط تو          ہوتا ہی یہاں بھی دم روانہ          یوں وصل بھی ہو اُس کا حاصل          کہتے ہیں وہ وطن سے تمہارے          کیوں گھر کو لٹ رہا ہوں اپنے          طول شب جس سے ہی ظاہر          کیا جانو وفا سے وعدہ کو تم</p>
<p>دیوانہ ہو اے اُس پہ عاقل          مشہور ہوئی ہو یہ خبر</p>	<p>دیوانہ ہو اے اُس پہ عاقل          مشہور ہوئی ہو یہ خبر</p>
<p>یہ ساتھ وہ آجاسے لگایا جائے گا سر آج          بچتی نہیں کیوں روشنی شمس و قمر آج          ہونا بھی ہو نالہ کا تو ہو جائے اثر آج          میں اسے دل غمیں بچھنے لے جاؤں کہیں آج          آجاسے وہ بے سہر بھی ہمراہ اگر آج          پھوٹیں گے نہیں پیر مغاں ہم ترادریں آج          ناخ ہوا جس کو سرور و جسر آج          گویا کہ ملا میری دعاؤں سے اثر آج          خالی نظر آتا ہو مجھے غمیں کا گھر آج          کہا کچھ کہیں میں وصل کا خواہاں ہوں آج</p>	<p>رو کو مجھے جاسنہ سے : سفاک کے گھر آج          کس کا رخ تباہاں مجھے آیا ہو نظر آج          جب کچھ نہ رہا مجھ میں تو بیکار رہی سب کچھ          واں وصل عار و کاہی بڑی دھوم سے ساں          قاصد کو گئے دیر ہوئی ہو ابھی کیسا ہو          ہو کہ نہ ہو تیری ہی صحبت ہو غیبت          مدت سے ہوں میں لذت آزار کا خوگر          وہ مجھ سے ملے بیخ و الم دل سے ہو ڈو          بھر جائے یہ اسے کاش مرے دو دفنوں سے          اک خواہش بوسہ پہ تہلیل سے وہ خفا میں</p>

<p>تم ساتھ عدو کے پیوخوش ہو کے ٹوٹا          داں دغمن ہوئے بھی ہوئے فاحشہ کو کئی دن          ای بوالہوس تیرہ دروں عشق کا داعی          نٹھا ہجر تو نٹھا دل میں ترس و صل کا سامان          انصاف کی خواہش تھی مگر دیکھ کے انہوہ          کس ناز سے قاتل نے مجھے آکے اٹھایا</p>	<p>کیوں پوچھتے ہو سچ ہیں کیوں دیدہ ناز          یاں وزیرین یہ کہ آتی ہی خبر آج          ای اہل جہاں ہی وہ ستم پیشہ کہ ہر آج          ہی وصل تو کیا تیری نزاکت کا ہی ڈر آج          محشر میں بھی ہی رشک بخ رشک تیرا          کس لطف کی ہوا ی شب غم تیری سحر آج</p>
---	---

<p>عاقل وہ بھلا آپ سے کب آتے مرے گھر          لایا ہی مگر کھینچ کے مالوں کا اثر آج</p>	
--	--

<p>ردیف الحیم فارسی</p>	
-------------------------	--

<p>کیوں یہاں آؤ تم کو کیا لالچ          لطف بوسہ بھی منت میں کھو یا          مفلسی صفا تھکل سے ہو عیاں          چھوڑ دیں ہم بھی عشق گراے شیخ          گنج رسوا لی غنیمت رکھتا ہو          کو چہ سبمتن کو دکھ لایا          دولت وصل کی یہ طمع نہ تھی          اس قدر مال و زر کہاں سے لاؤں          غیر ہی پاسباں کہ دل میں مرے</p>	<p>لے لیا دل کہ جس کا تھا لالچ          ہائے کیوں وصل کا کیا لالچ          نامہ بر کو ہو مجھ سے کیا لالچ          پارسی ہی عور کا لالچ          اُن کو کس مال کا ہوا لالچ          ہو ہمارا تو رہنا لالچ          پہلے بھی بار بار لالچ          دے سکے اُس کو کوئی تا لالچ          آئے پاسکے نہ وصل کا لالچ</p>
---	---

	<p>مال و زر کیا ہی عشق میں عاقل سلطنت کا تر ہو ذرا لالچ</p>	
<p>قتل کرنا ہی تو ہے تاخیر کھینچ نیرے در پر لای پھر تفت در کھینچ بجس میں پھر نالہ شہگیر کھینچ پاؤ کی میرے تواس زنجیر کھینچ دل سے میرے اُس نگہ کا تیر کھینچ کون ہی جس سے کہوں تم کو میر کھینچ تو بھی دست عاشق دیکھ کھینچ لے گئے وہ پھر اپنے نفس پر کھینچ دیکھ دست کا تب تفت پر کھینچ دست نازک سے تو شمشیر کھینچ اسے مصواریار کی تصویر کھینچ</p>	<p>سوچتا اب کیا ہی شمشیر کھینچ آج کس خواری سے نکلیں دیکھئے پھر نہیں وہ لٹکتا اسے دل ادھر شانہ کش ہی غیر تیری زلف میں پست کیا کرتا ہی تو اسے پند گو بس نے دیکھا اُس کو بچو دھو گیا کچھ چتا ہی غیر تیرے ہاتھ کو دل مرے متا ہی میں آیا تھا ابھی کیا لکھ دیتا ہی تو ہی اسے قضا اک نگہ میں کام ہوتا ہی مرا بہ دیکھتا کیا ہی مری صورت کو تو</p>	
	<p>بار وہ جاتا ہی عاقل ہو شیار دیکھ ہی آہ پرتا شمشیر کھینچ</p>	
<p>لکھی ہی پہلے ہی سے تقدیر پہنچ روز ہیں پھر نالہ شہگیر پہنچ نسر و دھم کی بھی ہی تو قہر پہنچ</p>	<p>وصلت و لہار کی تدبیر پہنچ اے دل نگیں جو ہوتا شہر پہنچ دیکھئے وہ شوکت پیر مغان</p>	

<p>فائدہ بد بخت کی تقدیر پہنچ اور ہر سب کو کشش و تدبیر پہنچ نیر اعظم کی بھی تنویر پہنچ بوسے کس سے تری تقدیر پہنچ بانجھیں یوں قبضہ شمشیر پہنچ</p>		<p>مٹے سے میرے ہی سُنو تم آپ آؤ ایک تیرے وصل کی ابھی ہو شکر سامنے نہ کے ترے انساں تو کیا خاموشی کی وجہ جو پوچھی کسا کھینچتے اب عاشق و لیسر کو</p>	
	<p>ستے تھے عینوں ہی کو ہم عشق میں حضرت عاقل کی بھی تقدیر پہنچ</p>		
	<p>رویت کا</p>		
<p>پر مہوئی کوئی نہ اب تک تو موثر تسبیح یہی رہتی ہو ہمیشہ مرے لب پر تسبیح کیوں پڑھی تسبیح نکاح میں نے برابر تسبیح مرات دل کو وہ کرتی ہے کدہ تسبیح یادِ جاناں کے سوا وہ پڑھے کیونکر تسبیح چھین لی ہاتھ سے اُس نے مرے منہ سے تسبیح ہم بھی ہاں بخش گئے آدھی اُسے پڑھ کر تسبیح</p>		<p>عمر بھر پڑتے رہے ہم ترے در پر تسبیح نام بردیکھیے کب آتا ہی کیسا کتنا ہی اجر بیداری شب اُس کا ہی آنا نہ ہوا شیخ جی میں سراسر ہو بھرا کوہِ فریب ناصحا جس کو ہو ہر وقت خیالِ جاناں کدہ بغیر نے یہ کوئی عمل پڑھنا ہی میرے مرنے کی خبر سُن کے وہ کافر بولا</p>	
	<p>چپ ہوا شہار کی تسبیح ہی جھوٹی عاقل گلمہ پڑھ نہیں اس سے کوئی بہتر تسبیح</p>		

## رویت الحی

دیکھیں گے ہم تو دیکھتے آئے ہیں آج رُخ  
جاری ہو سبب اشک بدن میں لگی ہو آگ  
دیکھتے آئے ہیں آج رُخ  
تیرا اگر نہیں تو نہ ہو بد مزاج رُخ  
کس شعلہ رو کا دیکھ لیا ہیں نے آج رُخ  
ہم ہیں مریض عشق ہو اپنا علاج رُخ

## رویت الدال

کوئی عاشق نہ ہوا میرے بعد  
اور بھی کوئی ہو مجھ سا کہ خدا  
منع کرنا مرا مانا نہ طیب  
مور و چور و جہنا ہوں اب میں  
میرے اٹھتے ہی جہاں سے بالکل  
وہ نہیں آئے جنازہ پہ تو کیوں  
میری غیرت کو خدائے رکھا  
سربازار وہ نکلا صد شکر  
آہ کو خوب ملا وقت اثر  
زندگی میں نہیں آئے جب تم

عشق کا نام مٹا میرے بعد  
دہریں آئی ملا میرے بعد  
مُعت بدنام ہوا میرے بعد  
کس پہ ہو وے گی جہاں میرے بعد  
اُٹھ گیا نام وفا میرے بعد  
فتنہ و شور اُٹھا میرے بعد  
غیر سے یا ملا میرے بعد  
کہ ہوا حشر پیا میرے بعد  
خانہ غیہ چلا میرے بعد  
قبر پر آو گے کیا میرے بعد

عشق کو چھوڑوں میں کس پر عاقل  
کون ایسا ہو بھلا میرے بعد

## روایت الذا

اُس کے لبوں سے مگر کچھ نہیں بڑھ کر لذیذ  
ہو وے نہ معلوم پھر غم مجھے کیونکر لذیذ  
لب پہ نہ تلخ ہو وہ نہ زباں پر لذیذ  
سختی ہنگام نزع ہوگی معتدل لذیذ  
کوئی بتا دے ہیں بوسے سے بہتر لذیذ

رہتے ہیں اک عمر سے وقت مگر لذیذ  
بادۂ عشق بتاں پی کے گز کب سے یہی  
نہیں اور شہد میں عشق نے رکھنا فوق  
نام سے کچھ موت کے دم میں دم آتا یہاں  
شہد و نبات و شکر نعمتیں دنیا کی سب

بس کہ ہے استاد کے فیض کی یہ چاشنی  
شکر کو عاقل مرے کہتے ہیں اکثر لذیذ

## روایت الراء

بہیں اسے کاش مرے گھر میں وہ ہماں ہو کر  
زیست مشکل تھی مگر کٹ گئی آساں ہو کر  
وہ تو مشہور ہوئے یوسف کنعاں ہو کر  
دل لگاتے ہیں مگر بے سرو ساں ہو کر  
لوگ آتے ہیں کچھ اُس کو سے بد او ساں ہو کر  
برق بن جائیں گی آخر کو فسر اوں ہو کر  
دل دیا کیونکہ مجھے تو نے مسلماں ہو کر

ظاہر

ریح و غم دل سے نکل جایں سب ارماں ہو کر  
بکریں جی گئے ہم قتل کے ستا یاں ہو کر  
میرا کاش نہ الہی کہیں زنداں بن جانے  
میر و دژ و خرد و تاب و توان کچھ نہ رہا  
کیا نہ جلائے ہو وہاں فتنہ محشر برپا  
جی ہو جی ہیں فلک پر مری آہیں جا کر  
بست کے کہتے سے غما ہو کے وہ بول کہتے ہیں

<p>جان کیلے گی مگر اب مرے ارماں ہو کر          ایسا زمانہ میں ہو مشہور وہ طوفاں ہو کر          کون ایسا ہو کہ کہا نہ پریشاں ہو کر          سارے غم جلتے رہے اک غم چراں ہو کر          حبیب بھی غیر سے ملتے ہیں وہ پنہاں ہو کر          دیکھ کر آئینہ کو رہ گئے حیراں ہو کر          مجھ سے ملنا نہ تھے پھٹتا نہیں انساں ہو کر          نعلین پر ہی کہیں وہ آئیں پشیاں ہو کر</p>	<p>کوئی ارمان نہ نکلا میرے دل سے افسوس          پہلے اک قطرہ مری چشم سے چکا تھا کہیں          بوالہوس بادِ بحرِ نامہ بر اُس کو سے غرض          حضرت عشق نے رکھا نہ کسی کا ہسکو          مجھ پہ ہوتے ہیں ستم ہائے نمایاں کیسے          میں ہی کچھ جہرتی حسن نہیں ہوں کہ وہ خود          یہ بھی حیلہ ہو چکے ہیں پری کہنے سے          جان بھی دینے پہ موجود ہوں میں تو ہمد</p>
<p>وَسَلَّ اُس غیبتِ بلقیس کا ہو و غمِ بوط          ورنہ کیا عیش ہو عاقل کو سیماں ہو کر</p>	
<p>رویت الزاء</p>	
<p>قاتل ہی کا ہو تو بھی مگر چارہ گر عزیز          اُس شوخ کی نہو نہ مجھے کیونکر کمر عزیز          جھوٹی قسم کے واسطے ہو میرا سر عزیز          کیونکر نہو انھیں مرا بیخدا مبر عزیز          خاموش ہو ذرا تو خدا سے بھی ڈر عزیز          اُن کو شبِ عزیز ہی مج کو بحرِ عزیز          برگشتہ ہو گیا ہی مرا مجھ سے ہر عزیز</p>	<p>بیتاؤ خونِ فصد میں کیوں جانکر عزیز          آیا بچپن رکھتاؤ دل سے بشرِ عزیز          ایسے ہی وہ کیا دیکریں گے قسم پہاں          جاناؤ میرے کام کو دیتاؤ داؤِ ظلم          واضح دماغ میں مرے طاقت نہیں رہی          عادی ہیں وصلِ غیر کے وہ یاں فریق          کیا شکوہ سنج دشمن و اُفلاک و بخت ہوں</p>



ہاں بعدِ مرگ جاتے ہیں واعظ بہشتیں زندانِ عشق غیرتِ بوسفت میں قہد ہوں	پر کیا کریں کہ ہسکو بتوں کا ہو گھر عزیز اتنا بھی اب نہیں کہ کوئی لے خبر عزیز
عَاقِل عزیز رکھتے ہیں اہلِ جہاں اُسے ہو جس کو اسمِ حضرت خیرِ البشر عزیز	
<b>ردیفِ امین</b>	
عشق اُس بت سے کیوں کیا افسوس سرِ زلفِ بتاں ہو اور میں ہوں میری جہنم چارہ گر بیسے کے کیوں کہا دوست سے کہ عاشق ہوں غم کے آگے تو من و سلوی میں نکلے سویا ر اُس گلی سے ولے مجھ کو کہتے ہیں با وفا سب لوگ شکوہ ہجر وصل میں کیا تھا سُن کے احوال میرے مرنے کا تھی خوشی اُس کی مصلحت ورنہ	جان کو مفت کھو دیا افسوس لگ گئی جان کو بلا افسوس کوئی کرتا نہیں دوا افسوس مفت دشمن بنا لیا افسوس نہیں ملتا مجھے مزہ افسوس ایک نکلا نہ مدعا افسوس تم کو کہتے ہیں بے وفا افسوس کر دیا اُس کو کیوں خفا افسوس بولے ہنس کر کہاں ہو افسوس ہیں کروں مرگِ غیر کا افسوس
غم سے یانِ جان پر بنی عاقل وہ وہاں عیش میں رہا افسوس	

## روایت الشیخ

نہیں ڈر مجھ کو برساویں اگر نہفت آسمان آتش  
 کبھی ہو رشک کی حرکت تپ غم کی کبھی شرت  
 ہوئی تاثیر میری آہ کی جو آتش روشن ہو  
 الٹی کیا کروں ان دو بلاؤں سے بچوں کیونکر  
 معہ اس میں یہ تھا اپنی دل تیرا جلے گایوں  
 کہ اب تو ہو گیا ہوں خود سراپا جسم و جاں آتش  
 ہزاروں طور سے لیتی ہو میرا امتحان آتش  
 عدو کے گھر میں ورنہ ایسی لگتی تھی کہاں آتش  
 تپ غم ہو ادھر ادھر ہو ادھر سو نہاں آتش  
 جلا کر کیوں دکھاتا ورنہ وہ آتش بیاں آتش

بقول حضرت احسن ہی اندیشہ ہو عاقل  
 کروں کیا بات ہیں ان سے کہ زیر زباں آتش

## روایت الصاد

گہ جان خیز ہو تن لاغر سے مرخص  
 گر جام نہیں محو تو ہو اے پیر خرابات  
 کیوں چھوڑی مرے پاؤں کی افسوسِ وقت  
 وہ مجھ سے تو رخصت ہوئے پر مجھ کو یہ ڈر ہو  
 کب جانا ہوں موحانہ سے جاؤں گا تو ہاں ہیں  
 وہ ایسے ملے وقت سفر مجھ سے کہ کوئی  
 وہ دن بھی اب آتا ہو خدا چاہے تو عاقل  
 گمہ پوش و خرد ہیں دل مضطر سے مرخص  
 ہم تو نہ کبھی ہو گئے ترے در سے مرخص  
 کیوں تار ہوئے آباد تر سے مرخص  
 یہ روح تو دے تن لاغر سے مرخص  
 اک مرتبہ نکلے لب ساغر سے مرخص  
 ہووے گا نہ کمتر سے بھی کمتر سے مرخص  
 جنت میں چلیں ہو کے پیمبر سے مرخص

## رویت الضاد

<p>وصل ہی جب کے تعوب کا عوض  ایسا تو تو نے کلام کرنے لگا  کوئی تقصیر بھی تو ہو اسے چرخ  ہم بھی اکسٹا کر کے دیکھیں گے  شکر ہی غیرت ہوئی رنجش  لاکھ قند و نبات ہو لیکن  خون دل ہی کو ہم سمجھ لیں گے  بقیہ صدمے ہوئے ہیں فرقتیں  پھوڑ دی اب تو بات بھی کرنی  بیش محکوماں نصیب ہوا</p>	<p>ڈرتے پھر ہو لیں یہ اب کا عوض  مل گیا تجھ کو یس ادب کا عوض  مجھ سے لیتا ہو تو یہ کب کا عوض  ور کیا ہو ترے غضب کا عوض  یہ ماتم کو میرے ڈھب کا عوض  ہو نہیں سکتا تیرے لب کا عوض  ساقیا دستِ غیب کا عوض  ایک دن لو نگاہم سے سب کا عوض  یہ ہو اوسے کی طلب کا عوض  چرخ لیتا ہو کس طرب کا عوض</p>
<p>اور سے دل لگائے یوں عاقل  ہو ترے ظلم بے سرب کا عوض</p>	
<p>انساں بہت نہیں ہیں تمہارا کسا غلط  کیا رعب حسن ہو کہ انہیں طاقتِ سخن</p>	<p>پرچا ہو کوئی مجھ سے دوسرا غلط  کہتا ہوں اپنا آپ ہی میں ماجرا غلط</p>
<h2>رویت الطاء</h2>	

<p>ہر چند راست راست پہ کستا رہا غلط          بہت لاسنے راہ جسکو مرار ہنما غلط          کہا جانے وہ کہتا ہوں میں راست با غلط          اور میری آہ وزاری دشو رو بکا غلط          کہتا نہیں ہو تو بھی یہ اس سے بہت دفا غلط          و دچپ کہ عمار غیر مست ہو و سہ ذرا غلط</p>	<p>ہم نے تو اپنا حال اس سے سب سنا دیا          کیا خاک ادر سے ہوا میری کہ جب          گزری ہو جس پہ اس کو تاسف ہو حال پر          کیا خوب آپ کا تو ہو و عہد غلط درست          ہاں ہم نے دل دیا تھکے بیشک بڑا کیا          میں خوش کہ میرا حال یہ سنتے ہیں آج سب</p>
--	---

ہر کل کا ذکر چھڑنا تھا آوارہ کو بہ کو  
 عاقل کو کوئے کوئی اگر پارسا غلط

### رویت الطاء

<p>کیا جاہیں وہ کیونکر رہے تدبیر سے محفوظ          اللہ رکھے اس دم شمشیر سے محفوظ          ہو کون ترے حسن کی تیغ سے محفوظ          گویا کہ رہا قیصر میں زنجیر سے محفوظ          لیکن رہوں ظلم فلک بے بیر سے محفوظ          رہ جاؤں تو اب اپنی ہی تقدیر سے محفوظ          اللہ رکھے دونوں کی تانیر سے محفوظ</p>	<p>یوں رہتے مرے والا شبگیر سے محفوظ          میں کیا ہوں کہ مقتول ہوئے صبر حرم تک          حیران ہوں یہ بھراؤ کوئی عمل ہو          الفت میں گر گیسوئے دلدار نہیں ہو          ہیں ان کی جلاؤں کے اٹھانے سے بھی خوش          کیا کیا نہیں کرتے وہ مرے قتل کا سامان          یاں جان نکلتی نہیں آتے نہیں وہ بھی</p>
--	--

عاقل مری آہوں میں اثر کچھ نہیں ورنہ  
 رہ سکتے وہ کب آہ کی تاثیر سے محفوظ

## رویت الغین

ہو زمانہ کو افتاب شروع پھر وہی ہیبتِ اربیاں کی ہیں پھر ملا ہی تمہیں کوئی منہوی گر نہیں یادِ زلفِ یار تو کیوں یاد آ یا شبِ سراق کا سال	ساقیا ساغرِ شراب شروع اے دلِ غامناں خواب شروع پھر ہوا مجھ سے کیوں حجاب شروع پھر ہوا مجھ کو بیچ و تاب شروع قبر میں جب ہوا عذاب شروع
---	--

ناتِ عاقل ہو طلسِ بوسہ  
اس لیے کرتے ہیں غائب شروع

## رویت الغین

ارغِ دل نے رکھ دیا ہی یار تو نہ فنِ چسپایں میں نے چاہا تھا جلائے اُس نے تزیں اور کی دارغِ سینے میں بھڑک اٹھتے ہیں طعنِ غیر سے گر پراہو گا کوئی دلِ زلفِ میں سے رات کو تیرا ہوا ہر دم بس کہ وہ رہتے ہیں اپنے روبرو دائے گئے ہیں سیرِ گلشن کو مدد اسے فرطِ آہ انجن میں شمع کی کیا آس کے آگے ہو فود	کیوں کسی نے قبر پر میری کیا روشن چرائیں جانی اغیار کے گمراہ آتشِ زن چرائیں یہ جگہ وہ ہو جہاں جلتا ہے بے روعن چرائیں کیوں لیے پھرتا تھا ورنہ وہ بہت پر فن چرائیں رنگِ ہی مجھ کو کہ ہوتا کاش میرا تن چرائیں چلے ہیے روشن ہریاں ستارہ گلشن چرائیں جس کے رخ کے سامنے نہ کا نور و شن چرائیں
--	--

تو نے عاشق کیا شب و صبا میں کی ہو روشنی  
شہر میں جو دھڑکتے پھرتے ہیں مرد و زن چراغ

## روایت المنا

جان دیتے ہیں اپنی ہم صدمہ جیت  
پیش دل ہوئی نہ کم صدمہ جیت  
غیر کے حال پر عنایت نہ ہے  
ہرکست ہیں وہ تو خط لکھیں  
نہ تو امید وصل ہیں گزرا  
جاننا ہی نہیں صنم صدمہ جیت  
بڑھتی جاتی ہو دہرا صدمہ جیت  
ایسا ادھر کو نہیں کر م صدمہ جیت  
اور ٹوٹے ابھی تسلیم صدمہ جیت  
شب کو ہو جس کا الم صدمہ جیت

یہ بھی تھی تیرا رخسار اجال  
مجھ سے عاشق پہ ہو ستم صدمہ جیت

## روایت القاف

جب کہ روز ازل بسا ہو عشق  
اُس کے کوچے میں بک رہا ہو عشق  
جس جگہ سینے ذکر ہو اُس کا  
مانع عشق ہیں بلا بہت گر  
گرچہ ہو عشق زہرا انسان کو  
سب سے پہلے مجھے ملا ہو عشق  
کون دیکھیں خبر دیتا ہو عشق  
جس کو دیکھو اُسے ہوا ہو عشق  
راہ سے پہچھ کوئی کہہا ہو عشق  
پر ہمارے لیے دوا ہو عشق

<p>ہاں محروم و آزا ما ہو عشق یوں تو کہتے ہیں سبب ہا ہو عشق سایہ ہو یا جنوں ہو یا ہو عشق میرنی صورت ہی پر لکھا ہو عشق ہیں نے چھوڑا جو اے خدا ہو عشق سب کو اللہ نے دیا ہو عشق آج کل بے طرح ہو ہو عشق ورنہ میرا ہی کیا تیا ہو عشق</p>	<p>ہوشش رہتے نہیں کسی کے بجا پوچھے عشاق کے کوئی دل سے بے سبب ہندگو نہیں بکتا جس نے دیکھا مجھے کس عاشق یو اللہ اس کو کہیں وہی نہ ملے پتہ نہ گو آدمی نہیں ورنہ دیکھیے کیونکہ پیٹتے جی چھوٹوں غیر کو بھی تو کوئی گتھا دے</p>
	<p>غلطی اور آپ سے عاقل اُس سے کیا جا کر کیا ہو عشق</p>
	<p>روایت الکاف</p>
<p>وعدہ کیا ہو وصال کا آئندہ سال تک یاں رعب سے زباں پہ نہیں ہو سوال تک تا سور لاکھ ہوں گے یہاں اندالی تک پہنچا نہ ہووے مرکب دہم و خیال تک جس نے کبھی کہا اسی نہ ہو اپنا حال تک سیلاب گریہ یوں اسی رہا برشکال تک جو لوگ جانتے ہی نہیں خط و حال تک</p>	<p>کیا دیکھیے گزرتی ہو ہم پر وصال تک وہ تنگی دہن کے سبب سے ہیں لب خوش ایسا نہیں ہو زخم کہ اچھا ہو چارہ گر اُس دشت پر خطر ہیں ہوں میں ناہد و جال کیونکر سوال وصال کرے اُن سے وہ ندیم بارش کی کیا ضرور ہو پھم رشت کو اگر ہم بزم ہو کے اُن کے ہوئے ہیں وہ بس عزیز</p>

<p>موقوف جس سے ہیں سخنان لال تک اپنا تو حال ہو ہی ماضی سے حال تک اور میرا ایک بار نہ آئے خیال تک کیا جانے دم نہ لگا ہو کس کے جمال تک زندہ رہوں رقیب کے میں انتقال تک</p>	<p>کیا آشتی کی اُس سے رہے پھر مجھے اُمید پیر مغاں سے ربط ہو ساقی سے دوستی صدیحت غیر تو رہیں ہر دم تہارے پاس احوال نزع مجھ سے نہ کچھ پوچھ ہمنشیں صورت نہیں ہو وصل کی یوں تو کوئی نہ کر</p>
<p>عاقل یہ رعب ہو کہ کوئی اُس کی باتیں کیا تاب کر سکے جو ذرا قیاس و قال تک</p>	
<p>رویف الکاف فارسی</p>	
<p>کیا غلط ہو کہ تمہیں بیدار دفن کہتے ہیں لوگ تم وہ مہوش ہو کہ زیب انجن کہتے ہیں لوگ راہ برو کو بھی ہمارے راہ زن کہتے ہیں لوگ شرم کیجے آپ کو نازک بدن کہتے ہیں لوگ میرے باعث سے تمہیں بیدار دفن کہتے ہیں لوگ دیکھیں پھر بھی آپ کو نازک فتن کہتے ہیں لوگ میں ہوں مفلس اور تم کو سہم تن کہتے ہیں لوگ تو جوان نو اُسے چرخ کن کہتے ہیں لوگ میں تو سننا تھا کہ تم کو کم سخن کہتے ہیں لوگ جان شیریں دے چکا ہو کہ کن کہتے ہیں لوگ</p>	<p>دل کو میرے خانہ رنج و محن کہتے ہیں لوگ ہیں وہ وحشی ہوں کہ مجھ کو بیوٹن کہتے ہیں لوگ خوبی قسم است کہ اب باقی نہیں کوئی امیر ہو تعجب غیر کا دل ہاتھ میں کیونکر لب اپنی حالت کا نہیں کچھ غم مگر یہ رنج ہو آج کر بیٹے کہیں چھ صبا جاں برابر کو قتل اک سوال وصل پر ناعی خفا ہوتے ہو کیوں سامنے تیرے فلک لاف ستم کیا کر سکے اس قدر کیوں غیر سہم و گفتگوئے اختلاف تعلیٰ اُلفت بری ہو دیکھ عاقل باز آ</p>



## رویت اللام

<p>تو کیوں دل غ ہوتا دکھانے کے قابل نہیں وہ مرے دم میں آئے کے قابل مرے دہم کے بھی ٹھکانے کے قابل ترسے بچہ رسب ہیں اٹھانے کے قابل نہ لانے کے قابل سنانے کے قابل بھلا کیوں نہ ہو وہ سنانے کے قابل کہ دہیا سے ہی یہ اٹھانے کے قابل کوئی دیکھ لو تاب لاسنے کے قابل نہیں تم رہے آ زمانے کے قابل کروں کیا نہیں دل دکھانے کے قابل پھنسنے عشق میں کیوں زمانے کے قابل نہیں ہیں یہ دل سے بھلانے کے قابل کہ پھر کون ہو غم اٹھانے کے قابل ترا ماجرا ہو سولانے کے قابل</p>	<p>اگر عشق ہوتا پھپھانے کے قابل نکل جائے دم بھی گر جانتا ہوں جگہ کثرت خلق سے واں نہیں ہی نہیں ضعف سے مجھ میں طاقت و گز ہوا کی نہ افسانہ عسقم ہمارا ہلا نہ لعت اس کی نگہ اس کی ہا و مجھے دیکھ کر ہاتھ اٹھاتا ہی قائل لقاب اسپن رخ سے اٹھاتے تو ہو تم بخا کی شکایت کو سن کر یہ بولے فقط اُن کو سہنے سے باور نہیں ہی اگر میں ہوں نادان و جاہل تو واعظ ہے جو مسائب ہیں عشق بناں میں نہوں کیونکہ میں تنگنائے جہاں میں مناقصہ غم تو نہیں کر یہ بولے</p>
---	---

یہی لاف ہر فن میں گر ہو تو عاقل  
چسکو تم سہی اک زمانے کے قابل

## لہ و لیت لہم

<p>آنکھوں پہ کسے بٹھائیں گے ہسم          ہاں اپنا ہی دل جلایں گے ہسم          اُس کو بچے کی خاک اڑائیں گے ہسم          اشکوں سے کہاں نہاں ہیں گے ہسم          سب جان سے اپنی جانیں گے ہسم          اُس بُت سے تجھے ملائیں گے ہسم          کچھ غم کے سوانہ کھائیں گے ہسم</p>	<p>وہ کہتے ہیں اسب نہ آئیں گے ہم          کیا تم سے نہ مل کے کر سکیں گے          ننداں سے اگر خضر انکا سے          بے جا وعدہ کو ساتھ حام          اسب رہی آئیں گے وہ لیسکن          تو ہسم کو ملا خدا سے دعا غلط          کھاؤ گے جو غیر کی قسم تم</p>
<p>سب شکوہ کریں گے اُس سے عاقل          خلوت کا جو وقت پائیں گے ہسم</p>	
<p>اور پھر کہنے ہو صاحب کچھ نہیں کہتے ہیں ہم          اس لیے فرقت میں ان کو ہنشیں کہتے ہیں ہم          تیرے دل کو اسے ستم آ نہیں کہتے ہیں ہم          بات ایسی غیر کے آگے کہیں کہتے ہیں ہم          ہاں تصور میں تو اُس بُت کو قرب کہتے ہیں ہم          گو کہ اپنے آپ کو خود کمتر کہتے ہیں ہم          دل میں قاتل کو کروڑوں آفریں کہتے ہیں ہم</p>	<p>کہتے ہو اعدا سے تجھ کو بدترین کہتے ہیں ہم          یاس و حواں رنج و غم دردِ عالم بہتے ہیں ہم          کچھ اثرِ خوفِ خدا کا فی سرائتِ رحم کی          وصل کی شب کا میاں جس نے کیا بالکل غلط          ایک مدت ہو گئی ایک عمر گزری دور ہیں          غیر کے آگے برا کنا یہ کچھ اچھا نہیں          یوں تو وقتِ فوج لب پر واخی و بلا ہی مگر</p>

اس قدر عاقل بڑھی دیوانگی سے سر پہ خاک  
جیتے جی اپنے کو اب زیرِ زیریں کہتے ہیں ہم

## رویت النول

نرم سے اُس کی جب نکلتا ہوں  
اُس سے اپا ہمارے ہوں جدا  
ملنے ہیں دستِ غیر میں وہ جستا  
اگر یہ ہو یا کہ آتشِ غم سے  
آگ تیری زباں ہیں ہو نہ صبح  
ہر شہد دم پہ تو کا سرا چلتا ہوں  
کب چمن دیکھ کر ہلستا ہوں  
کھٹ افسوس یاں ہیں ملتا ہوں  
شمعِ سالی راتِ دن پگھلتا ہوں  
کہ نصیحت سے بڑی جلتا ہوں

نہیں جاتا غم کو اے عاقل  
دل کے ہلانے کو نکلتا ہوں

کیوں اُن کو کموں بڑا بھلا میں  
اس ربط سے خوش ہوں ہاں سے لیکن  
میں خاک میں ملنے سے بھی خوش ہوں  
دیر آئے درست آئے بوسلے  
سب ان لوں تیرے پندِ ناصح  
ہر روز الٰہی نامہ بر کی  
دنیا میں ہوئے ہیں دو ہی عاشق  
ہوں آپ ہی قابلِ سزا میں  
تو تاجِ غیر اور تیرا میں  
ای کاش ہوں اُس کا نقشِ پا میں  
جب شوق وصال کہہ چکا میں  
لیکن اُسے دیکھ لوں ذرا میں  
کب تک کیے جاؤں التجا میں  
ایک قیس تھا اور دوسرا میں

<p>اے کاشش تمہیں نہ دیکھتا میں جب اُس کی نظریں میں گر پڑا میں ہو جاؤں، اگر رقیب سا میں غیروں سے ہوں راہ پوچھتا میں رسوا سے جہاں تو ہو چکا میں مقتول ہو چشہ مست کا میں</p>	<p>دیکھتا جہاں میں آکے کچھ بھی کیوں چسپخ نہ خاک میں ملائے کیا لطف وصال اُسٹھے ہوئے میتابی عشق کا بُرا ہو کیا ہو وہی ترکِ عشق سے اب خود رفتہ نیکوں کہ ہوں دم مرگ</p>
<p>قطعہ</p>	
<p>ہی ظلم ہی تو جی چکا میں</p>	<p>اک روز کسی میں نے اُن سے</p>
<p>کہنے لگے سن کے بیچ ہو عاقل پر مشغل کروں بتاؤ کیا میں</p>	
<p>اپنے نزدیک تو وہ اب بھی ستمگار نہیں مجھ کو آسان نہیں آپ کو دشوار نہیں آج گریب سے گرے گرد و دیوار نہیں کچھ دل تیرہ دروں کا کل خمدار نہیں جانتے ہیں کہ اسے طاقتِ گفتار نہیں ہم تو دنیا میں کسی شکر کے طلبگار نہیں ہمنشیں جان کا کھو بیٹھتا دشوار نہیں آپ یاں آئیں یقیں یہ مجھے زہار نہیں چن لیے پاؤں نے صحرائیں کوئی خار نہیں</p>	<p>قتلِ انسان کے سوا اور سروکار نہیں خواہش و وصل پہ بے فائدہ اقرار نہیں آبرو جائے گی رونے کی ہمارے لیے چشم کیوں اُلجھتا ہو شبِ حشر مرے سینہ میں ہیم حشر بھی غموشی نے ہمارے کھویا موت سے بھی کہیں محسوس نہ رکھنا ایچہ مرضِ عشق کے صدموں کا اٹھنا مشکل وقتِ موعود پہ آجائے اجل بھی لیکن جوشِ وحشت میں کہاں اُلجھے گدا من مہرا</p>

<p>وہ ہوسے دشمنِ دل غیر ہوا دشمنِ جان          شاد ہوں قتل سے اپنے مگر اتنا غم ہی          جائے انصاف ہی کس کس کو جلائے اک آہ          اس طرح پوچھنے آئے ہیں وہ مجھ سے گویا          پاس تو ہوتی ہی لیکن ہی کچھ انداز کے ساتھ          اور ابھی تذکرہ چرخِ تنگداری نہیں          مرگ کے بعد بیس تر اویلا نہیں          سیکڑوں دشمنِ جاں ہیں مرے دو چار نہیں          کہ مرے حال سے اب تک بھی خبر دار نہیں          خواہشِ وصل پہ پھر کیسے تکرار نہیں</p>	<p>ہو ہی تو اتنی سے مرایہ حال ہجراں ہیں          کچھ ایسی سوزشیں پیدا ہوئی ہیں عشقِ پنہاں ہیں          بھلا میں اور اُس کے گھر میں دُرانا چلا جاؤں          مناسب تھا تمہیں کو رحم کرنا حالِ دلِ شن کر          کبھی تو نامہ ہر کے لب بہ اتنی بات آجائے          سنوں کیا تیری اے صاحبِ محبت وہ بری ہو          عدو کو لطفِ بخوابی مجھے سوزِ غمِ الفت ہے          نقاہتِ ساسم ہی بانوں میں غمِ طوقِ گردن ہے          ترسے وحشی کے گرے نے بنایا دشت کو دریا          عدو کو بامِ پر لیس کر کہیں بے مہر آیا ہے          نقاہت کا تو کیا غمِ عشق میں لیکن الم یہ ہے          ہیں دلِ جگر کے سیر ہیں راتیں بسر کرنی</p>
<p>کہ خود آتا نہیں ہوں اپنی میں فکرِ پشیاں ہیں          کہ غم کا نام تک باقی نہیں ہی چشمِ گریاں ہیں          سقرِ رُج کچھ رنخش ہوئی ہی غیر و درباں ہیں          انڑ دیکھا تھا کچھ بھی جو میری آہ سوزاں ہیں          کہ لو وہ آج آتے ہیں نہو بیتاب ہجراں ہیں          کہ جس سے فرق کچھ رہتا نہیں ہی کفر و باہاں ہیں          نہیں تکلیفِ سراپا ایک کو فصلِ زمناں میں          الی اور کیا ہو و بگاڑھ کر اس سے زنداں ہیں          اوڑا بیگا بھلا اب خاک کیا کوئی بیاباں ہیں          کہ میرا حال ابتر ہی شبِ مہتابِ ہجراں ہیں          نہیں جانے کا مال بھی مرا اب کوئے جاں میں          اُنھیں اغیار کے ہمراہ دن کھونے گستاں میں</p>	<p>درو خانہ پہ عاقل کو پکارا ہم نے          آئی آواز کرباں تو کوئی ہشتیا رہیں</p>

وہ اس غیرت بلیقیس کو دل تم سے غلطی عاقل  
حکومت اپنی دکھانا جو ذکر سیلماں ہیں

ایک طوفاں ہو چشم گریاں میں  
قیس بھی ہے اسی بیباں میں  
جان دینی ہو شکر برداں میں  
وہ ہیں وصل ہر دے سماں میں  
دیا گیا ہیں تو بار احساں میں  
موندہ تو ڈالو فراگر بیباں میں  
کچھ اشارے ہیں چشم فتاں میں  
تم رہو منکر عود غلیماں میں  
کیا بگڑتا ہو تیرا اک ہاں میں

خاک گھریوں میں کوئے جاناں ہیں  
روک لے ناسقے کو ذرا بسلی  
آجکیں وہ کہ لا حجب ہو سپ  
ارداسے نالہ ہاں ہے ہر ہم ساز  
اُس نے دیکھا مجھے اٹھا کے نظر  
کتے ہو ہم نے دل لیا ہی نہیں  
ترم کی برہمی ہوئی سبھو  
ہم گرفتار غم ہیں اسے واعظ  
کیوں سوال وصال پہ ہو خوش

ق

چین اک دم نہیں ہو جبرائیل میں  
رورہا ہوں جو ابرو بارال میں  
لے چلو تم ہیں گلستاں میں

ہمنشیں باعث الم کو تیرے بچھ  
باد آتا ہو آج لطف وصال  
ہائے اس کا یہ ناز سے کنا

تم خدا جانے کیوں نہیں ملتے  
عیب کیا ہو رضا علی خاں میں

## رویت الواو

<p>مجھ جانا پڑا اس کی خبر کو          مگر طوفاں بہانا چشمِ تر کو          گیا کیوں اُس کے کوچے میں سحر کو          کوئی جا کر یہ کہہ دے چارہ گر کو          یقین ہی پھوڑ کر م جاؤں سر کو          رہا جلنے کا اندیشہ اثر کو          گرا اے گر یہ مت دیوار و در کو          کہ آج دیں وہ بھولے سے ادھر کو          جمالے ہر پہلے نظر کو</p>	<p>لگی کیوں دیر یا رب نامہ بر کو          کوئی دُوبے ترے کوئی بلا سے          شہبِ وصلِ ہر کے کیوں سننے حال          مریضِ عشق کی کرتا نہ تذبذب          اگر اب بھی نہ آئے وہ تو ہم          نہ آیا نارا آتشِ فشاں میں          جنوں میں کس سے ہم باتیں کریں گے          کوئی ایسا بھی دن دکھلا دے یا رب          ترے رخ کا وہ نظارہ کرے جو</p>
---	---

وہ یا و آتا ہی ہر دم مجھ کو عاقل  
 یہ اُس کا نام دے کنا کسر کو

<p>کہ گلستاں نظر آتا ہی بیاباں ہم کو          ہاں گر روز ہی غمِ بے تو فراواں ہم کو          تو نے کہہ کہہ کے کیا اور پریشاں ہم کو          نظر آتا ہی بس اپنی ساتن بیجاں ہم کو          چارہ گر سو نہ دیکھا کوئی درماں ہم کو</p>	<p>یہی فرقہ نے کیا اتنا ہوا ساں ہم کو          کچھ نہیں یاد کہ پہلے بھی کبھی تھے ہم خوش          دل لگا کر ہوئے خود ہم تو پریشاںِ ناصح          آن کر لیگی جسٹل جان ہماری کیا خاک          اک نظر دیکھ لین اُس کو تو ہوں اچھے درنہ</p>
--	--

دہریہ نوح کا طوفاں ہو دوبارہ شاید	ورنہ کیوں حق نے دیا دیدہ گریاں ہم کو
<p>حق تعالیٰ کی نظر آتی ہو قدرت عاقل ملا ہوسکتا ہو حبِ عشق میں ناداں ہم کو</p>	
<p>ایک سی گردش ہی بار بار کیا سپہ پر کو جذبہ دے بار بار وہ میرے نالہ شہگیر کو گوششِ دل سے سنتے ہو اخبار کی تقریر کو دعدہ ہی دعدہ میں اپنا دعدہ پورا ہو گیا رشتہ آتا ہو کہ میری کیوں نہ قسمت ہوئی جرمِ رشتہ غیر آخر کج ثابت کر چکے کھولنا ہی عقدہ وصل بتا نہ کہنہ کیش شہرہ العنت کا اب جانا رہا ناموس و ننگ یہ بھی اک اعجاز کتنا چاہیے اس زلفت کا جب کیا میں نے ستم ہائے نمایاں کا گلہ عالموں کی خوب بن آئی کہ ان کو آج کل جلد ہو جاوے کہیں وہ جلوہ آرا بام پر اک توجہ تو ہو اُس نادک فلن کو اس طرف غیر کب آگاہ ہو راز دنیا ز عشق سے نردبانِ عشق حق ہو عشقِ خیال ز اہدا اصح بہبودہ گو سے آج پھر تکرار ہو</p>	<p>ایک سا ہم دیکھتے ہیں غیر کی تقدیر کو ڈھونڈتا دشمن پھر لے میری طرح تاخیر کو دیکھتے ہو چشمِ قمر آگے سے مجھ دلگیر کو آپ ہی کیسے کہ کیا کہتے ہیں اس تاخیر کو دیکھتا ہوں جب تری فراق میں پنجر کو قتلِ جلدی کیجئے مجھ لائقِ قمرِ بر کو سخت مشکل آہنی ہو ناخنِ تندرہ کو پچھتاؤ ہمنشیں بھی رنگ کی تغیر کو پانوں میں عالم کے ڈالا ایک ہی زنجیر کو بولے اس کا اجر ہو گا روزِ دار و گیر کو ہو عملِ مطلوب کوئی غیر کی تفسیر کو پھر تو ہم بھی دیکھ لیں گے مہر پر تنویر کو چشمِ وسر پر چاہیے لینا اب اُس کے تیر کو آپ ہی ارشاد کر دیجے میری تفسیر کو تم بھی بس اب پھینکا وہ اس خرقہ تندرہ کو ہائے آئے کوئی اُس شوخ کی تصویر کو</p>



<p>ہستوں سے کوئی لاکھ جوئے تیر کو کتنے ہیں پوچھو بلا کر کا تب نقیب کو</p>	<p>آسمانِ نستہ گر کی چال جو کچھ ہو سو ہو گر کبھی کہتے ہوں ہو گا دھل بھی مجھ نصیب</p>	
	<p>حضرت عاقل کہاں تاکہ جستِ یزدن کی مختصر رکھیں ہیں اسبالت یہ پرتہ بر کو</p>	
<p>پراہر روزِ سیراباں سہاواں ہو میں خواہش کا کچھ تو انہاں ہو عدوی سے کراخچہ ناقد رہاں ہو ہوا معلوم تم بھی بدگماں ہو وہ قیمت کیسے ہو بڑاں ہو اگر ہو دہریں شریعیاں ہو مناسب ہو کہ اب ذکرِ بتاں ہو عدو کی باست بھی تم پر گراں ہو عدو کیونکر نہ اُن کا راز داں ہو مبارک مرگِ عمر جاوداں ہو مری محنت ہی کیا جو راگیاں ہو کہ تیرا نام ہو میرا نشان ہو عجب ہی پھر نہ میرے مہماں ہو عدو کے سامنے کیونکر بیاں ہو کہ دروازہ یہ غیرتِ پاسبان ہو</p>	<p>تیر شہرِ شہر گر مرا شور و فغاں ہو ادھر جنت اور جہنم کوئے بتاں ہو فغانِ قیس ہی کانوں میں سیلی ہو بیانِ رشک دشمنِ سن کے بولے ہو ہماری بوسہ نقد جاں نہ کیے ہو اُنھیں اپنے خرامِ ناز سے کام ہو بیانِ عور و اخلاط ہو چکا بس ہو تہیں اُس وقت ہم تازک کہیں گے ہو مجھے رسوا کیا سارے جہاں میں ہو نہیں درکاریاں اے خضرِ تم کو ہو وہ جب چاہیں عدو سے جاکے مل لیں ہو مرا دق بنا اپنی گلی میں ہو رہو مہماں سراسے دہریں اور ہو الگ پوچھو تو عالِ دل کوں سب ہو بٹھا رکھتے ہو گھر میں غیر کو تم ہو</p>	

گماں میرا تنہا را سا گماں ہو	نہیں باور محبت میری اس کے کاش
نہ پوچھ کر لی اُس کے غمِ عاقل سیری فریاد کاش کی جہاں ہو	
رویت الہی	
یوں ہیں اغیار کہ بس جان ہو جازر کے ساتھ ناز کرتے ہیں سبھی اپنے خریدار کے ساتھ کوئی ہم درم نہ رہا اس دلِ بیمار کے ساتھ جل گیا آپ نہ کیوں آہِ شرر بار کے ساتھ آہ دل میں نے لگایا ہی کس عیار کے ساتھ رات دیکھا ہو اُسے خواب میں غیار کے ساتھ جان جاتی ہو اگر عشق کے آزار کے ساتھ قتل پہلے بھی کیا ابرو سے خمار کے ساتھ	رشتک کا صدمہ مبارک ہو کہ پھر یار کے ساتھ شکوہ جو رجعت اچھ سے وہ سن کر ویسے تاب و طاقت نہ رہی مہر گیا ہوش گیا خجارت بے اثری پر خ سے کھینچی انوس کیا نہ تھے اور زمانہ میں حذایا دلیر کیا کہوں کس سے کہوں کیونکہ کہوں خاک کہوں ناصحا قصہ دنیا ہی سے چھٹ جائیں گے ہم موت آنے کا نہیں ڈر کہ ستمگر تو نے
لوگ کہتے ہیں کہ دیدار نہ ہوا ہی عاقل باتیں کرتا ہی جو تنہا درو دیوار کے ساتھ	
❦	

## رویت الیہ

<p>جہاں دبستگی ہو اک جہاں کی حقیقت مکھلدوں میں آسمان کی وبے کی خاک تیرے آستان کی حدی خوانی علی کہا سارباں کی دکھا ہمت نہ پیری میں جواں کی بیان اس نے عدو کی داستان کی لگی ہی بد دعا چھ نیم جاں کی تو پھر پروا نہیں پیرمناں کی کہ اچھی طرز ہی تیرے بیاں کی پسید اسے پندگو داڑھی کہاں کی مجھے خواہش نہیں نام و نشان کی</p>	<p>جنت او دل ناداں کساں کی اجازت دو اگرچہ کوغناں کی مجھے کیوں گریہ کا مارنہ ہو خط لم سارناقہ جست پقیں سنی تھم اس گردش سے اسے چرخ کہن تھم سناقصہ نہیرا کچھ شب وصل دہن سے اس کے پوری بات کیا ہو نگاہ مست ساقی دیکھ لوں گر مرا حال غم سن کر یہ بولے : سپہ بختان وحشت سے اُلجھنا میں عاشق ہوں ترے در پر پڑا ہوں</p>
<p>جوانی میں یہ انحلال عاقل مگر نذرِ ستم تاب دتواں کی</p>	
<p>پہلی سی ہلے میری ہی قسمت نہیں رہی آچکے اب تو کوئی بھی حجت نہیں رہی شناپر ہمارے حصہ میں صحت نہیں رہی</p>	<p>یہ کیوں کہوں کہ تم کو محبت نہیں رہی تمہیں کا عذر کیا ہو بگڑے غیر کے گئے ہر لحظہ درد و تازہ ہو ہر لمحہ رنج و</p>

مجھ کو جنونِ عشق ہی وحشت نہیں رہی  
 ساغر تو کیا سب کی ضرورت نہیں رہی  
 زاہد یہ کیا ہوا وہ عبادت نہیں رہی  
 لے تجھ پر اس کے خون کی تہمت نہیں رہی  
 عادی خوشی کی بس کہ طبیعت نہیں رہی  
 مجبور ہوں کہ دید کی طاقت نہیں رہی  
 برگشتہ تجھ سے کب مری قہر نہیں رہی  
 ان سے جفا کی کوئی شکایت نہیں رہی  
 اسے غیر تجھ میں نام کو غیرت نہیں رہی

میں نے مٹا دیے کیس افسانہ ہائے قیس  
 تاثیر چشم مست ہو ساقی اگر ہی :-  
 تجھ کو بھی ہو گیا کہیں اس حروش کا عشق  
 کہتے ہیں یوں طہیب سے وہ مجاور کے قتل  
 خوش ہوں شب وصال جو وہ کوئی بیخ دیں  
 لایا تو جذبِ شوق اُسے بام پر گرہ  
 کس روز آ کے وہ مرے در تک نہ پھر گئے  
 دنیا میں نیک نام وٹانے کیسا مجھے  
 آیا خیالِ یار میں ہمراہ یا رہیساں

عاقل وہ جس کے گھر ہوں وہ عشرت کوش  
 یوں تو کہیں زائد ہیں فرحت نہیں رہی

کبھی نہ چین ملے گا ہماری جاں کے لیے  
 دیا تھا آپ کو دل ہم نے کیا زیاں کے لیے  
 ہمارے بس ہیں سب آفتیں جہاں کے لیے  
 ہزار قصے لگے ہیں ہماری جاں کے لیے  
 کہ لوگ کہتے ہیں جلدی ہی یہ کہاں کے لیے  
 بنایا تو نے خدایا سب اس جہاں کے لیے

جو یوں ہی فکر رہی و صلت بتاں کے لیے  
 متاعِ تاب و توانِ صبر و ہوش سب کھو گیا  
 فلک نے موردِ آشوب کر رکھا اڑ نہیں  
 غمِ جدائی و رشکِ عدو و شوقِ وصال  
 پہلا ہوں کوچہ جاناں کو یوں میں گہرا نا  
 ادا سپاسِ خوگر بنے زباں ہر مو

یہاں تو خاک بہت سی اڑا چکے عاقل  
 یہ چاہیے کہ کریں فکر اب وہاں کے لیے

کیا کروں کس سے کروں آہ بیانِ دہلی چن کا ذکر سننے سے بھی غش آ جاتا تھا دیکھیں گے ارم و خصل کو بھی آخر ہم باعثِ رشان تھے جو لوگ سو وہ بھی نہ رہا	جان بن کر گئے جو لوگ تھے جانِ دہلی کیا ہوئے ہائے خدا یا وہ بتانِ دہلی شہر تو کوئی نہیں دیکھا بساں دہلی اب رہی کیا ہی ہو دیکھے کوئی شانِ دہلی
---	---

حضرتِ دہلی کے باشندے ہیں جتنے عاقل گلشنِ خلد پہ رکھتے ہیں گمانِ دہلی
---

عرو کو آزا مجر و جہا سے وہ زلفت پر شکن زنداں ہو دل کو عیادت کو نہ ہو جائیں وہ جب تک نہ مانائے چلا پھر اُس گلی میں نہ کہے غصہ نہ دیر سے کام برا ہوا کے دل بیتاب تیرا وہ غمزدہ ہوش کھوتا ہو تیرا گر کوچہ میں اُس قاتل کے گزرے	نکلے اے فتنہ گر ہم تو وفا سے رہائی کیونکہ ہو و ام بلا سے نہیں اے چارہ گر مطلبِ وفا سے دسیے دل کو بہت میں نے دلا سے فقط مطلبِ ہی کوئے دلربا سے کہ الفت اور ایسے بے وفا سے وہ عشوہ کام لیتا ہو قصا سے کہ بوئے غن آتی ہو صبا سے
--	---

مجھ سا ہو عاقل جب کہ حسی ڈبیرا پھر کس لیے رہو زجرِ سزا سے
--

دائمِ بولیں بے سنجیدگی ناخدا رہے	کچھ کام ہو خزاں کے نہ ہو طلبِ بہار سے
----------------------------------	---------------------------------------

<p>جو ہاتھ دھو دے زندگی مستعار سے یاں میرے دل میں چھینے لگے خار حار سے نکلے صدائے نامہ جو میرے مزار سے ہم تنگ آئے روز کے اس انتظار سے تقدیر سے لڑوں کہ لڑوں روزگار سے جاتا رہا ہی دل تو مرے اختیار سے قیمت گراں او اُس کی دُرِ شاہوار سے</p>	<p>وہ چشمِ حیات کو اسے خضر کیا کرے دستِ عدو ہی شانہ کش زلفِ یاروں اہلِ جہاں کو شک سا ہو نفعِ صورت کا اب چاہیے رقیب ہی سے وعدہ کیجیے اغیار سے وہ ملتے ہیں ابدل تو کیا کروں اُنہی پھٹائے تو اُس زلف سے چھٹے جس قطرہ مرثک میں اسے چشم ہو اثر</p>
<p>یہ رنگِ صن بس ادھر اُدھر گیا عاقِل وہ خوش ہیں دولتِ ناپاں دار سے</p>	
<p>اپنا تو عیشِ پیرِ متاں تیرے دم سے ہو نستِ لگا ہوا تیرے ہر اک قدم سے ہو گویا سرشت ہی مری بیخِ عالم سے ہو یہ جان لو کہ دھوم ہمارے ہی دم سے ہو رہنا گروہ کا فریبِ کشم سے ہو لذت وہ اب کہاں بھگے وصلِ صنم سے ہو اقیانِ چرخِ رس کا گلہ آپ ہم سے ہو میں سحر بھی ایک ہی اہلِ ستم سے ہو</p>	<p>خسرو کے کچھ غرض مجھے مطلب نہ جم سے تم طوفانِ کالو ر مری چشمِ نم سے ہو فرصت نہ آہ سے ہو نہ گریبے الفراق تم کو غورِ صن پر اپنی تو ہے مگر یہ دل میں ہو لے چلوں تجھے ناصح اُسے دیکھا ہوا از بس کہ دردِ حجب سے غور ہوا ہوں میں انہاں شکوہ کیجیے کس سے کہ جب انیس نالِ شبِ وصال میں ہی کیسا ضرور تھا</p>
<p>کیا آرزو ہو وصلِ بتاں کے سوا مجھے عاقِل سب اپنے پاس خدا کے کرم سے ہو</p>	

<p>ایک دہم ہی خیال ہو گیا کہ خواب ہو  ہر شب فراق کی ہیں روز حساب ہو  ایک جان ہو سوزِ غم و اضطراب ہو  جس کو غضب سے دیکھنے میں اختلاب ہو  میرے سوال وصل کا گویا جواب ہو  بے صرف اب تو یخ پہ تھامے نقاب ہو  کیسی عدد کو عشرتِ نرم شراب ہو  یخ ہو کہ دل شکن سخنِ ناصواب ہو  ہمراہ میرے فوجِ غم بے حساب ہو  کاشمیں فی النہار ترے رخ کی تاب ہو  ظاہر میں کہتی ہیں کہ یہ کار ثواب ہو  بیناب ہر طرح دلِ خاندِ خراب ہو  ہم کو بھی دیکھنا ہو کہ کب تک حجاب ہو  وہ اور غیر و نعمہ و چنگ و ریاب ہو</p>	<p>بس اس قدر بنائے جانِ خراب ہو  تا صبحِ یستارہ شماریِ عذاب ہو  ہوش و حواس و صبر و خود سب گئے مگر  اس سے نگاہِ لطفت کی رکھتا ہوں میں بید  کہتے ہیں کم سخن مجھے کتنا ہو اک جہاں  میں محو ہو گیا ہوں خیالِ جمال سے  وہ ہم سخن ہونٹے میں مجھ سے تو دیکھ لوں  کیا صدمہ میرے دل پہ ہو انکار وصل سے  حسیراں ہوں کیونکہ کچھ لی ہیں تاؤں کا  کیونکہ مثالِ دینچے بقیہ ماہِ تاب سے  کرتے ہیں بعدِ قتل مجھے دفنِ خوف سے  گواشتیافِ وصل ہو گئے رنج و دردِ ہجر  اچھا اب آپ پردہ لٹیں ہی بنے رہیں  میں اور حجبِ زنا و سنہا و راستِ بھر</p>
--	--

دیوانہ پن میں بھی ہو طلبِ گارِ وصل کا  
کیا ہو شبیارِ عاقلِ خانہِ خراب کو

زندگی کر رہا ہوں مر مر کے  
جو رٹھائے ہیں اُس ستمگر کے  
ہو چکے عیشِ زندگی بھری کے

عنم بھلاتا ہوں زندگی بھر کے  
کیا کموں ظلمِ چرخِ اخگر کے  
ایک شب وصل کیا ہوئی کہ خدا

<p>و اے قسمت کہ دو قدم چل کر کیا سنوں ذکرِ خلدِ اے واعظ میں نے پوچھا دوسے شبائے گر ہی آہ ہو تو دم بھریں جستجوئے جوابِ نامہ میں حضرتِ خضرِ ہم کو راہ بتائیں دیکھیے آج کیا اٹھے طوقان پامالِ حرامِ جاناں ہیں وہ بھی شاید رقیبوں کو</p>	<p>رہ گئے پاؤں میرے رہبر کے ہوں تصویریں کوئے دہر کے ہنسکے پورے کہ آپ سے ڈر کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں جینِ اختر کے ہاتھ آئے تو پر کبوتر کے راہبر رہتے ہی سکندر کے طویلے ڈنڈے ہیں دیدہ تر کے منتظر بیٹھے ہیں جو محشر کے عیش ہیں جو مرے مفکر کے</p>
--	---

قصہ اپنا تمام ہے عاقل  
طور ایسے ہیں جانِ مضطر کے

<p>کچھ اپنی سوزشِ دل کا بیاں ہو غلط گوئی کا تم کو کیوں گماں ہو اٹھاتے ہو مجھے در سے مگر آج ستم کش ہو عروہ میں نے مانا ہمیشہ نام ہی سنتے ہیں اے خضر دل پر درد ہو فتابو سے باہر یہ پہنچا اب تو حالِ جانِ مضطر نہ سوخو درفتگیِ شوقِ دیدار</p>	<p>بسانِ شعلہ آتشِ زباں ہو میری حالت تو صورتِ عیاں ہو یہ سرا ہو اور سنگِ آستان ہو مگر چھسا ہو وہ بھی ناتواں ہو تمہارا بھی کہیں حضرتِ نشان ہو عدو کے گھر وہ شاید ہماں ہو کہ بارِ غم سے بھی بڑھ کر گراں ہو عدو سے پوچھتا ہوں وہ کہاں ہو</p>
--	---



<p>اگر ایسا ہی رنگ آسماں ہو تری صورت پہ مائل اک جہاں ہو مجھے سب یاد لطفِ گلستاں ہو زمین پر ذرہ ذرہ آسماں ہو کو کچھ اور بھی باقی میاں ہو</p>	<p>مستور یہ جہاں آبا د ہوگا زمانہ جان کا میری ہو دشمن نفس میں بھی کوئی پوچھے تو کہدوں تری الفت میں میری دشمنی کو کہا جب کہ چکا میں حالِ فرقت</p>
<p>یہ فیضِ حضرتِ سالک ہو عاقل زمینِ شعر گویا آسماں ہو :</p>	
<p>اُن سے پوچھو تو اب کہ ہر دل ہو کہ مجھے جستجوئے قاتل ہو یاں وہ سب ابتدا میں حاصل ہو میری تقدیر میرے شامل ہو کہ بہ پردہِ دولی کا حامل ہو ہر قدم مجھ کو ایک منزل ہو یہ تجھ لے کہ عمتلِ زائل ہو ہمے نزدیک وہ ہی ساحل ہو جو گیا میسکہ میں شامل ہو اُمید کیا ہو جو معتدل ہو پھر وہی ہم ہیں اور وہی دل ہو اب نہیں ہے پردہِ حامل ہو</p>	<p>آج کل یاں بھی جذبِ کامل ہو کس کو منظورِ سیرِ بسل ہو قیس نے انتہا میں جو پایا کون مانع ہو تم مدو سے ملو اُس سے کب دور ہوں اگرچہ تک اب یہ حالت ہو نا توانی سے ناصحی اب نہ پسند کر تجھ کو کب سے ہوں آشنا و بر عشق فیضِ پیرِ مغال تو دیکھ اے شیخ بیز آثانی نہیں کوئی انسان ہو چکا لافِ ترکِ عشقِ صنم خاندل میں ہو وہ پردہ نشین</p>

<p>پوچھتا ہوں کہ کون تاتل ہے دیکھ تو سامنے وہ محسوس ہے اور طبیعت اسی پہ مائل ہے</p>	<p>مردہ قتل سے ہوں یہہ بیخود دشت میں کیوں خراب ہے لے قیس اس نے کیا کیا ستم کیے ظاہر</p> <p>شوق کتنا ہے چیل اسی در پر اس کشاکش سے جان ہے لب پر</p>
<p>صفت کتا ہے سخت مشکل ہے سو مصائب ہیں اور ایک دل ہے</p>	<p>لے جنوں ایسی شکل ہو جائے وہ نہ جانیں کہ یہ ہی عاقل ہے</p>
<p style="text-align: center;">— ❦ —</p>	

# اشعار متفرق

ہو دے طالعِ داتروں تر اقبالِ بلند	وہ تو غیروں سے ملیں اور حلیں ہم بہیات
فکر واکرنا کرتا تھا میں یاں بچکیاں لینے لگا	دیکھتا شوقِ شہادت کل وہ میرے قتل کا
ایک قصہ ہی مجھے کو سنانے کے لیے	باد کرنا شبِ فرقت میں غمنا را چھ کو
اور ابھی دیکھنا نہیں آتا	قتل کرتا ہی اک نگاہ میں وہ

# رباعیات

ہرگز نہ بچوں گا گرچہ پہو ہوں درمان  
تقلب کو نہی کر چکی پہلے ہی جان

اک عشق سے یہ یقین مجھ کو ہر آن  
وہ بت اگر آوے تو ہوں اچھا ورنہ

اکسیر کی سی جس کی سنی ہو تائشہ  
ارسال اگر کیجے تو مسمون ہو فقیر

نولا دکا کشتہ جو ہر مثل اکسیر  
تائیر ہو مسموم جو کیجے ارسال

## آغازِ قصائد

قصیدہ در رحمت نواب فریدوں چاہ فلک بارگاہ سکندر شوکت  
دارا حشمت کیوان ایوان آسمان آستان نواب محمد کلب علی خان

دام اللہ تعالیٰ اقبالہم

۱۔ وطلب نہ کروں تجھ سے کیونکہ طبعِ سلیم  
وہ غم جس سے کہ ہو تبہ سخنِ عالی  
وہ غم جس سے کہ عرفی کو ہو گئی شہرت  
وہ غم جس سے ظہوری ظہور بن جاؤں  
یہ غم وہ کہ عازم سے گرا دوا ہو جائے  
دہن سے آنے لگے بوگلابِ خالص کی  
مگر زبان میں آجائے گوہر افشانی  
نکل کے بات جو منہ سے ہو ایسے مل جائے  
وہ کیا ہو جس سے کہ انسان کو یہ حاصل ہو  
تینائے کلب علی خاں بہادر بے مثل  
زباں کھلی ہو مری اُس کی رخِ خوانی میں  
کیسے زلمے میں اُن کا نہیں عدیل و تطبیق

کہ دل میں رکھتا ہوں میں اپنے ایک غمِ عظیم  
وہ غم جس سے کہ اہل جہاں کریں تعظیم  
وہ غم جس سے جو اہر میں تل گیا، یو کیلم  
وہ غم جس سے نظیری کو ہیں کردوں تعظیم  
تو اک جہان کرے اُس کی بات کو تسلیم  
مشام میں ہوں نہاں جنتِ دارم کی شمیم  
مگر بیان میں آجائے جو ہر تصمیم  
تو روح پرورِ آشفہ خاطر اں ہوں نسیم  
وہ کیا ہو جس سے ملے یہ بزرگی و تفخیم  
کہ بادشاہ کہیں جس کو شاہِ ہفت آفیم  
نہ کیونکہ میر کے بیاں میں ہو جو ہر تصمیم  
کہیں جہاں میں ایسا نہیں رہیں غنیم

<p>غضب میں اُس کے ہر تخصیص لطف ہیں تعظیم کہ دوستوں کو بہشت اور دشمنوں کو جہنم نہیں لطف کا اُس سے نہ ہو جو دشمن کہیں کہ اُس کا لطف بہت ہی سطا ہے رب کہیں رہے نہ مطلع خورشید چہر کی ذرا انکسیر</p>	<p>خواب اس کے ہیں حساد اور جہاں سیراب خدا نے ملک کو اس کی یہ دی ہیں دو صفیں سوم قر فلک سے نہوں جہاں سیراب غضب ہی اُس کا نہایت اگر تو ڈر کیا ہی پڑھوں وہ مطلع روشن کہتے کی مانند</p>
<p>مطلع</p> <p>نہ پایا ایسا کہ میں داکم جیل و سبیل ہمیشہ چرخ میں یوں ہی رہا کہ چرخ قدیم</p>	
<p>کہ نام کو کوئی باقی نہیں رہا تو کہ غصہ کھانے میں ہو چاہے طبع میں مشکلی خواہر کے واسطے ترمیم زہے خواہ زہے بخشش وزہے تقسیم ہزار بار اگر دیکھے برہمن تقویم ہر ایک گھر میں لگایا ہو اُس نے باغ نعیم زبان خامہ میں جرات کہاں جو ہو ترقیم کہ مثل آہوئے رم خوردہ بھاگتا ہی غنیم کہ تازہ شیشہ دل ہو غریب کا بھی دو نیم دوتا ہی پلا تو یہ اُس کے دھرے مر تسلیم تھے تو سب کو نظر آئی مثل کوہ جسیم کہ ہم جھگڑتے تھے مافل تجھے عقیل و قہیم</p>	<p>کیا کہ خلق میں اُس نے یہ اکتفا جاری ہوا تو میں کہ ہر ایک متقی عجب کیا ہی ہی مویباے الطاف عام سے اُس کے کرم سے اُس کے جہان میں کوئی محروم نہ پائے ایسا زمانہ میں کوئی خوش خستہ گذا نام بھی کانوں تک اب نہیں آتا بیان اُس کی شجاعت کا کہ نہ لکھا جائے نہ کر کے کوئی زہار سامنا اُس کا گریں نہ سنگ حوادث زمانے میں اُس کے فلک کو فیض سے اُس کی ہو گیا بھلا نسبت چلے تو تیز چلے باد تند کے مانند یہ کیا خیال ہوا ہی یہ گفتگو کیا ہی</p>

تربیان کہاں اور کہاں ثناؤں کی وہاں چاہیے کرنا تجھے تو ختمِ سخن ہے جان میں جب تک کہ نامِ صحبت کا	تیری زبان کہاں اور کہاں یہ مدحِ عظیم اگر خدا نے عطا کی ہو تجھ کو طبعِ سلیم رہے جان میں جب تک مرضِ برائے پیغم
الہی اُس کے ہوا خواہ عافیت میں رہیں رہیں مرض میں گرفتار حاسدانِ بیہم	
بالِ افشانیِ عنذلیبِ خامہ بشاخصارِ مدحتِ طراریِ قبلہ و کعبہ دو جہاں اوستا و زماں اوستا و نا و مرشدِ نایمنیِ نوابِ مرزا قربانِ علی بیگ صاحبِ امتحانِ سالکِ ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم	
اگرچہ حق نے جہاں کو کیا ہو بے نیاد کسی کو ربِ کرم سے بلا سببِ ماک کوئی ہو چود و سخا سے جہاں میں نامِ آوار کوئی ہو عاشقِ صادق کوئی ہو بادہ پرست کوئی معاش کی تدبیر میں ہو روز و شب کوئی ہو ہندسہ دانی میں رشکِ اقلیدرس کوئی ہو مطربِ نغمہ سحرِ خوش الحان کوئی بنا ہو بد رس بقادرِ رطافتِ درس	ولیکن اس میں بنائے ہیں کیسے آدمِ نداد کوئی غور و فکر سے ہو گیا شاد کسی کو جی سے ہو مطبوعِ شیوہِ بیداد کوئی ہو ذکر و شغل کوئی بتِ آزاد کسی کی مد نظر ہو ہمیشہ فکرِ معاد کوئی ہو اہلِ دل اور نجوم میں اوستاد مصور ہیں کوئی مثلِ مانی و ہندراد کوئی ہو اہلِ بد رس بقادرِ اسرار

<p>کوئی ہوا، عقیل و فہم حکمت سے  کسی کی شروعات سے ہو ایک عالم جو  کسی کو حق نے کیا شاہِ مہرست گستر  کسی کو علم میں کیا ایک شاہِ انوار  مثالی کوئی قرار کے لڑائی نہیں  (اگرچہ میں بھی ہوں تیار ایک تیار تیار)  دہن میں وہی وہ زبان اور زبانیں دو  وہ بچی حضرت سادک کہ جس کی فرائض  خدا نے اس کو عطا کر دیئے ہیں سارے علوم  وہ ایک مطالعہ روشن زبان پاتا ہے</p>	<p>کوئی بنای موج نکال کر عباد  کسی کے سر و سروں سے ہو اک جہاں برباد  کسی کو حق نے بنایا فقیر نیکست، فساد  نہ کسی کو ہی ایک کیمیا سے برباد  کوئی ہوا، عقیل و فہم حکمت سے  (اگرچہ میں بھی ہوں تیار ایک تیار تیار)  دہن میں وہی وہ زبان اور زبانیں دو  وہ بچی حضرت سادک کہ جس کی فرائض  خدا نے اس کو عطا کر دیئے ہیں سارے علوم  وہ ایک مطالعہ روشن زبان پاتا ہے</p>
---	--

مطالعہ

<p>وہ اپنے بندہ کتر کو گرے ارشاد  کیا خدا نے اُسے بادشاہِ مکار، سخن بد  نہیں ہیں صائب و عرفی کہ اُس سر کے بل</p>	<p>تولا کھ اُس سے ہوں فنِ مثلِ شاعری بکا  زینِ شعر ہے تاکہ حشر تک آباد  گر خدا ہی ہو گرے سے کیا اُستاد</p>
--	--

قطعہ

<p>لفظِ فصیح نہ کچھ اُس کو کہتے ہیں افصح  نہ زبان سے اُس کی کہیں سنا تھا مگر  نہ کوئی نہ کہوں میں تلواری پر ترجیح  جہلم کہتے ہیں اُس کو عرب سے تاد بلی  سنا ہے اور رہتا ہے جہلم و خلیق</p>	<p>بیان خود یہ فصاحت بھی کرتے ہیں استاد  پڑے ہیں آج تاک محو در نہ کیوں یہ حجاب  کہ اُس کی نظم نظامی کی نظم سے ہو زیاد  خلیق کہتے ہیں اُس کو جہلم سے تالیف راد  مگر کہ سودوں سے ہو نہ ہو دے غناد</p>
--	---

قطعہ

<p>             مرد کو لے کے جوالہ اپنے سبھد و ہفتاد              رہی جہاں پر کسی کی زبان میں سے نیا د              نہیں جہاں میں ایسی کسی کو استغداد              نہیں کام پر میرے غرور استغداد              تمام علم کی اس کے دیکھ سکوں تفساد              اگر ہر رہا اس کا مستعد اوراد              کہیں کو کتنی ہو غصہ و قہر              وہ لہجہ پر اس کے دعا جس سے ہر چیز              رہیں ہمیشہ اس پر نعم و عطا و عطا           </p>	<p>             شجاع ایسا کہ روز و قمار گریستم              مقابل آوے تو مانند ذرہ ناجیب              نہیں ترانہ میرا ایسا کسی کو علم و کمال              نہ کتنا ہوں بیشک یہ سب کو معلوم              اگرچہ مشرق سے تا مغرب و ہر طرف              تمام یاد و تراہد رہیں شہید و شہید              نہ تار تار اس کی زبان پر ہے کیونکہ ہر حال              ہوئی تہ تیغ ہر اٹلی سخن کو خستہ کیا              رہیں نشا گزین اس کے حشر تک احباب           </p>
--	---

عزیز اس کا ہو جنت میں ہر کہ حسین  
 رقیب اس کا نہ ہو نہیں تروا این زیاد



## قطعات

پائی جاتی ہو رکاوٹ آپ کی تقریر میں  
اور ہم رہتے ہیں تیرے قتل کی تدبیر میں

میں نے پوچھا کہ اُن سے کیا خطا کیا جرم ہے  
ہنسکے بولے تجھ کو عاقل ہو رکاوٹ کا خیال

نغمہ سہرا لے شطرب خامہ در تہنیتِ جشن سہ کار دولتمدار فریدیوں

فرخ سیر نواب محمد کلب علی خاں بہادر فرماں روا کے رام پور

وام اللہ تعالیٰ اقبالہم

قطبہ

مگر یہی جشن کس فخرِ مستہمنا یا ان عالم کا  
نظر آتا نہیں عالم میں بالکل نام تک غم کا  
ترکیں دیدہ عشاق میں بھی نام تک غم کا  
یہ جشن اُس کا ہی رتبہ جس کے آگے پستہ و جہم کا  
زیباں سے ہوا ادا کر شجاعت ایسے رستم کا  
گہراں دیکھتے ہی ہونہ ہو وقفہ کوئی دم کا  
جمال میں خوب اسی چرچا ہوا تھا نام حاتم کا  
یہی بس ہو نہیں کوئی بھی ثانی اُس مکرّم کا

خوشی پاروں طرف کیوں آتی ہو نظرِ عالم  
اجوڑم خرمی انہیں کہ ہر ایک کے دل پر  
ہوا ادا حکم جاری اہتمامِ عیش و عشرت میں  
یہ جشن اس کا ہی جس کے چوہداروں میں ہر ایک  
الہی یہ زباں اور اُس کی بہشت ہاں شجاعت ہو  
یہ اس کا رعبا کہ روزِ غما آوے اگر دشمن  
مخاوت دیکھ کر اُس کی ہوا طوفانِ شہرت  
لکھوں کیوں کریں اس کے خلق کی اور علم کی توثیق

<p>سخت و شجاعت وہ خلیق ایسا جلیلہ</p>	<p>کہے کہ تو کنزِ مملکت ہے تو اس کو فدا کر آم کا</p>
<p>بیسر ہو ہوا خواہوں کو اُس کے عین ہر روزہ</p>	<p>نہ وہ پُر اُس کے گز سے لفظ لفظ بچ اور غم کا</p>
<p>قطرہ ورتہ بیتِ عید یہ جناب او شہ و نجم الدولہ و پیر الملک ثواب</p> <p>اسرار اللہ رہاں بہادر اوستا و نا استخلص بہ غالب بہر طہارۃ اللہ العالی</p>	
<p>کہ روزِ عید ہی ہر سمت ہو نسیان و سرور</p>	<p>حضورِ حضرت غالب یہ عرض کر عاقل</p>
<p>ہوئی ہو کلفتِ غم آج سبک دل سے دور</p>	<p>خوشی کے سیل نے دھوئی کہ ورتِ خاطر</p>
<p>بیسرہ طبیعت عالی جناب کی مسرور</p>	<p>رہے زمانے میں تانا نام عین کا باقی</p>
<p>مبارک ایسا یہ دن ہو کہ تابستانِ بہار</p>	<p>شرابِ غمی و عیش میں رہیں مخمور</p>
<p>قطرہ ورتہ بیتِ عید بحضور پر نور قراں روائے رام پورا معنی ثواب</p> <p>محمد کلب علی خاں بہادر دام اجالہ الم</p>	
<p>آج ہی روزِ عید اے عاقل</p>	<p>عرض کر چل کے تو حضور سے بول</p>

آپ لیں دائیں مبارک باد :-	اور ہیں سیم و زر کو آپ سے لوں
<p>قطعہ در تہنیت عید الفطر بجناب قبیلہ و کعبہ اُستاد و نامہ مرشدنا یعنی ثواب مرزا قربان علی بیگ خاں صاحب المخلص بہ سالک</p>	
عید عاقل : کہیے چل کے اب اُستاد سے	ہو میسر عیش و عشرت زندگی بھر آپ کی
<p>راست مثل شبِ بارات اور روزِ مثلِ روزِ عید ایو دعا میری کہ گزرے دائیما گھر آپ کے</p>	
<p>قطعہ دیگر در تہنیت عید الفطر حضرت سالکِ ظلمہ</p>	
عیدِ قربان : کہیے چل لے عاقل مبارکباد کو	دے مبارک باد چل کر حضرت اُستاد کو
<p>پیر و مرشد : آوے جنتک دہریں یہ روزِ عیش آپ کو ہووے مبارک آپ کی اولاد کو</p>	
<p>————— ❦ —————</p>	

قطعہ تاریخ وفات حضرت قطب زماں زبدۂ عارفاں و کمالاں مہرِ برج  
 معرفت پارہ اوج حقیقت سجادہ نشین خانقاہ شریعت جناب مولانا و  
 اولاد مولوی حسین بخش صاحب نور اللہ مرقدہ :

ہائے اُس مہرِ برج عرفاں کا : سو گئے بختِ شہرِ دہلی ہائے مجھ سے سال وفاتِ عاقل نے بس کسی کو نہیں سہ آرام	کیا کہوں کس قدر الم ہو اب کون ایسا کہو شیم ہو اب یوں کہا جس سے چشمِ غم ہو اب ہند میں اندوایدِ غم ہو اب
۸۳	۱۳

### قطعہ تاریخ طبع دیوان استاد سلمہ

آج یہ نسخہ چھپ چکا جس کو کیوں نہ عاقل زبان پر لائے	خلق کہتی ہو گاتانِ کمال نظمِ مطبوع سالک اس کا سال
۸۸	۱۲

### قطعہ بر مصراعِ فانی

دنیا بھی وہ جگہ ہو کہ جس میں ہر ایک شخص حسرت سے کیا کسی نے کہا ہو بوقتِ مرگ	ہو چاہتا یہی کہ ہمیشہ یہاں رہے افسوس ہو کہ میں نہ رہوں اور جہاں رہا
--	--

# مسدسات وغیرہ

## مسدس شہر آشوب مع احوال آبادی

کہتے تھے بیکہ اسی کو بناے دین  
افسوس اب رہی نہ وہ روتی فرلے دین

دلی وہ جانے تھی کہ جسے اولیائے دین  
مشہور نہا ہیں تھی ہی جاسے جانے دین

جو دیکھتا ہی اس کو وہ کھانا ہی جیت جیت  
پر اس فلک کو کچھ نہیں آتا ہی جیت جیت

عیش و نشاط سے ہیں ہوتی تھی صبح و شام  
ملکوں کے خاص لوگوں سے بہتر تھی یاں عام

تھا مثل اس کے کوئی نہ لے روم نہ پاشام  
ہوتا نہ تھا کسی کو کبھی غم براے نام

کیا جانے کس گنہ میں گرفتار ہم ہوئے  
جس سے ہر ایک قریہ کے دوا رہم ہوئے

تفا صراہ اس بیان سے اپنی تو بس زباں  
یہ شعر اپنا آپ ہی پڑھنا ہوں گرفتار

کیوں کر کروں یں رنج و مصیبت کا سبب تیاں  
وہ دوست وہ عزیز وہ احباب سب تیاں

	افسوس چرخ نے انھیں پامال کر دیا خوش حالیوں سے ہم کو بھی بے حال کر دیا	
ہم لوگوں نے کیا تھا تراپ کیا گناہ اس شعیبہ سے تیرے ہوا اک جہاں تباہ	اسے چرخ بدشعار و بدانداز بدنگاہ : جس سے کہ تو نے بھیجی ہیاں لڑنے کو سپاہ	
کیسے مکان تو نے سٹائے ہیں ہائے ہائے دل ٹھٹھڑے ٹھٹھڑے کیسے جلائے ہیں ہائے	کیسے کمر تو نے اٹھائے ہیں ہائے ہائے سپیسے یہ سوتے فتنہ جگانے ہیں ہائے	
عالم ہوا تھا جس کے سبب سے خرابے خوار کرتا ہوں عرض یہ میں اگر سن لے کر دگار	آئے تھے روسیہا کہاں سے وہ نابکار اپنے ہی حاکموں سے وہ کرتے تھے کارزار	
	جس جاے وہ گروہ ہو اُس جا خراب ہو یاں نہک کہ بعد مرگ بھی اُس پر مذاب ہو	

<p>حکام سپرائے ہیں مانند شیرِ نر کچھ بھی خبر نہیں کہ گئے وہ لبیں کہ صر</p>	<p>دیکھا آنکھوں نے جب کہ اجل ہو قریبِ نر یہ سوچ کر وہ پڑے بھاگے ادمراد دھر</p>
<p>یہ بخت ہم کو مشتیا میں برباد کر گئے جودل کہ مشادشا دختے آیا دکر گئے</p>	
<p>جن کے بچال ہوئے سے غلو قراہی نہال یارب نہ ہوئے ان کو کسی وقت نہال</p>	<p>دیرِ شکر اب کہ پھر وہی حکام ہیں بچال ہر وقت ان کو رہتا ہی انصاف کا خیال</p>
<p>ناشاد ہو گئے تھے ہیں شاد کر دیا اور اس خسراب شہر کو آباد کر دیا</p>	
<p>ہلے میں اُس کے دونی ہوئی اُس کی آبِ آس یوں مٹ گیا کہ سطحِ آبی سے بس حباب</p>	<p>دلی ہوئی تھی جیسی ہی ویران اور خراب کہتے ہیں لوگ غدر کو اب یوں کہ تھا وہ خواب</p>
<p>ذخیر کی خبر نہ ہمیں کارزار کی ڈوبی تھی کشتیِ خوابیں پر حق نے پار کی</p>	
<p>بچا نہیں کہے جو اسے کوئی زیب دھر اس سرزمین پہ بھیجو یارب نہ کوئی تھر</p>	<p>آراستہ ہوا ہو جودل خواہ اب یہ شہر دیکھے اس کے غم کو بھی آدے خوشی کی لہر</p>

	<p>دیکھے جو اس کو کوئی کبھی بد نگاہ سے آنکھوں میں اُس کی سرمہ ہو روڑ سیاہ سے</p>	
<p>کہ ہاتھ اٹھا کے جلدی سے عاقل تو دے تا حشر زندہ حضرت غالب کو کھڑا</p>		<p>سب ہو چکا ہے حضرت دہلی کا ماجرا آئین کہنے کو ہے فرشتہ بھی اک کھڑا</p>
	<p>دنیا ہے مستقیمہ جو اُس کے کلام سے ختم سخن نہ کیوں کر دل اُس کے اتنی مام سے</p>	
<p style="text-align: center;">❖❖❖</p>		



# متفرقات

## اشعار فارسی و غزل و قطعات تالیف و غیرہ

مصرعہ بر بسم اللہ

ہست مقدس بہ کلام کریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل و تحت

حامی این دآں رسول اللہ

ہادی اش و جان رسول اللہ

مطلع ثانی

سرور و سرور ال رسول اللہ  
واقف و راز داں رسول اللہ  
رفت بر لا مکاں رسول اللہ  
ہست بر ہر زباں رسول اللہ  
بر لب نام آں رسول اللہ  
شوکت و غر و شاں رسول اللہ  
کس رسا نہ آں رسول اللہ  
دایم و جاوداں رسول اللہ

خبر شاہنشاں رسول اللہ  
کیست واقف و راز غنی لیکن  
و دعویٰ ہر کسے شدہ باطل  
ہست بر لب اسم احمد پاک  
چہ نصیب کہ وقت مرگ رسد  
من چہ گویم کہ خود عیاں دارد  
ز رو گنج و گہر و ہسم اورا  
نظر لطف و مسکن بر من

پہ نصیبم شود اگر باشم :	بر درستی پاسبان رسول اللہ
من چه گویم کہ ظاہر است عاقل افتخار ہماں رسول اللہ	
قطعہ تاریخ وفات خواجہ ابوالحمداً حسب فرمائش مجبی	
جناب خواجہ ابوالحمداً کہ در دہر شود آخر نہیج آل مقدس کسے پر سچو تاریخ و فائش	بزرگ از عابدین و کاملین بود اگر تا حشر گویم ہیں چین بود گو عاقل کہ قطب العالمین بود
قطعہ ہر مصرعہ	
لازم نیست کبرای عاقل کہ چین گفتہ اند نہت نیدے	گر پد امان ملک دہال روی خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی
شعر	
بکار زد و گر مستی و ناخیرے نخت آید	بجاں مضطر مشو عاقل کہ دیر آید درست آید
فرد	
قتل کرتا ہی اک نگاہ میں وہ	اور ابھی دیکھتا نہیں آتا
فرد	
آپ عاشق ہیں آپ میں محشوق	ہم سے کیا پوچھتے ہو کیا میں ہم
***	

## رباعی

برخاست که بگذرد به آهسم همه عمر	زیربیا است که زیبائی نخواهم همه عمر
باشم به غم شاه که او در سبزه	التماست به افزونی جاسم همه عمر

فرد

حیران ما بهین که بچندین هزار شوق	نامهربان به ایمد امید جوابیت
----------------------------------	------------------------------

قطعه نهمین شعر شیخ خزین در بنارس گفته شد در ۱۳۰۹

شمر که نام دوست بنارس به اتفاق	ما را چو بر و بخت و فلک از دیار ما
رفیقم و سیر کرده گزشتیم هر طرف	تکسیر گردید یافت دل به قرار ما
دریا گنگ و دشت بر خیم یوستان	افزوده شود در سر شوریده کار ما
هر چند سیر تنگده با دل فریبانه	اما به انخطا نشد خط سراسر ما
رفیقم به رفاتحه بر مرفتد حزین	خوننا بر گشت و اشک فشان چشم زار ما
بیت دوست به دیدیم بر فراز	شعر سیت کایزد بدیل بر شرار ما

روشن شد از دصال تو شبهای ما را  
صبح قیامت است چراغ مزار ما

تمام شد



511E

8915d31a

(E>)

10/10/10

p

Mr. Anderson

10/10/10

211 E		A915d313	
(E2)		W3401	
Date	No.	Date	No.